آیة التطهیر

فی مصادر الفریقین

تالیف: السید مرتضیٰ العسکری

ترجمہ: سید عباس موسوی

البلاغ المبین
اسلامی تحقیقاتی واشاعتی ادارہ
AL BALAGH UL MOBEEN
ISLAMIC RESEARCH AND PUBLISHING INSTITUTE
E-mail: alblaghulmobin@gmail.com
P.O BOX#469
Islamabad. Pakistam

علم وسعت نظری کا باعث ہے

یہ کتاب ہم ان حضرات کی خدمت میں جو ہم سے عقیدے میں اختلاف رکھتے ہیں، اس لیے پیش نہیں کر رہے کہ وہ ہمارا عقیدہ اختیار کریں بلکہ اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ ان کے علم میں آجائے کہ ہم بھی اپنے عقیدے پر قرآن وسنت کی ٹھوس دلیل رکھتے ہیں

تاکہ

غلط فہمیوں اور بہتان تراشیوں کی وجہ سے امت کی وحدت میں حائل رکاوٹیں دور ہو جائیں

کیونکہ

علم وسعت نظری کا باعث ہے۔

(ادارہ)

نام کتاب: آیۃ التطہیر فی مصادر الفریقین

مؤلف: السید مرتضیٰ عسکری ؒ

ترجمہ: سید عباس موسوی

تصحیح وتہذیب: شیخ محمد علی توحیدی

حصہ دوم

مؤلف: محسن علی نجفی۔ الکوثر فی تفسیر القرآن سے اقتباس

تاریخ طبع: اپریل ۲۰۱۰ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

تعداد: ۵۰۰۰

ناشر: البلاغ المبین۔ اسلامی تحقیقاتی واشاعتی ادارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب وسنت اور اتحاد امت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ الطاھرین و السلام علی اصحابہ البررۃ المیامین۔

مسلمان اندرونی اختلافی مسائل کی وجہ سے خلفشار کے شکار اور ایک دوسرے کے ساتھ نزاع کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ادھر بیرونی دشمنوں نے خفیہ طریقوں سے ہماری یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے نیز ہماری عظمت وشوکت کو کمزور وناتوان کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے اور ہمیں اپنا دفاع کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ اب انجام یہ ہے کہ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں حالانکہ ارشاد خداوندی ہے:

وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ [1]

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ ناکام رہو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔۔۔۔

جی ہاں!

اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَ یَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ [2]

ملامت تو بس ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق زیادتی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پس کیا بہتر کہ ہم آج ہی اور ہر روز کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں

---

[1] ۸: انفال: ۴۶ [2] ۴۲ شوریٰ ۴۲

اور اپنی یک جہتی اور اتحاد کے لیے کتاب و سنت کو محور قرار دیں کہ حکم خدا بھی یہی ہے:

---فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللهِ وَ الرَّسُوْلِ ----[1]

---پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو جائے تو اس سلسلے میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو---

ہم بھی اس بحث میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کریں گے اور اختلافی مسائل کا حل بھی قرآن و سنت سے ہی حاصل کریں گے تاکہ خداوند متعال کے اذن سے یہ کوشش دوبارہ ہماری یکجہتی اور وحدت کی باعث بنے۔

مجھے امید ہے کہ دانشوران ملت اور مفکرین اسلام بھی اس میدان میں ہمارا ساتھ دیں گے اور اپنے قیمتی نظریات سے ہمیں آگاہ کریں گے۔

سید مرتضیٰ عسکری

☆☆☆☆☆

----

[1] نساء:۵۹

آیہ تطہیر

اہل سنت کے مآخذ میں

رسول اللہؐ اور نزول رحمت الٰہی

جناب عبد اللہؓ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے:

لما نظر رسول الله صلى الله عليه (وآله) وسلم إلى الرحمة هابطة قال: ''أُدعوا لی، أُدعوا لی''، فقالت صفيّة: من يا رسول الله ﷺ قال: ''أهل بيتی علياً و فاطمة و الحسن و الحسين''، فجیء بهم فألقى عليهم النبیُ صلى الله عليه (وآله) وسلم كسائَه ثم رَفع يدَيه ثم قال: ''اللّهم هؤلاء آلی فصلّ علی محمّد وآل محمد'' و أنزل الله عزّوجلّ: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا-[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد-[2]

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت خداوندی کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: میرے پاس بلائو، میرے پاس بلائو۔ صفیہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کس کو بلائوں؟ فرمایا: میرے اہل بیت یعنی علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلائو۔ جب وہ بلائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کساء (چادر) انہیں اوڑھا دی پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! یہ میری آل ہیں۔

---

[1] احزاب: ۳۳

[2] حضرت عبد اللہ بن جعفر ذوالجناحین (جعفر طیار)۔ جناب جعفر حضرت ابوطالبؑ کے فرزند تھے۔۔۔

پس محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اے اہل بیت! اللہ کا ارادہ تو بس یہی ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

حاکم کا بیان ہے: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[۱]

حدیث کساء (چادر) کی نوعیت

الف۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق مسلم نے اپنی صحیح میں، حاکم نے اپنی مستدرک میں، بیہقی نے اپنی سنن میں نیز طبری، ابن کثیر اور سیوطی سبھی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا:

خرج رسول الله صلی الله علیه و سلم غداة و علیه مرط مُرحّل من شعر أسود، فجاء الحسن بن علیّ فادخله، ثم جاء الحسین فدخل معه، ثم جائت فاطمة فأدخلها، ثم جاء علی فأدخله، ثم قال: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا [۲]

ایک صبح رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ کے جسم پر سیاہ پشمی چادر تھی۔ پس حسن بن علی تشریف لائے۔ آنحضرت نے انہیں

---

[۱] مستدرک الحاکم علی الصحیحین ۳:۱۴۷۔۱۴۸

[۲] راویان حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہؓ: اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں فضائل اہل بیت علیہم السلام کے باب فضائل اہل البیت النبیؐ ۷:۱۳۰ پر روایت کیا ہے۔ حاکم نے مستدرک علی الصحیحین ۳:۱۴۷ پر اور بیہقی نے السنن الکبری، باب بیان اہل البیتہ و الذین ہم آلہ ۲:۱۴۹ میں، تفسیر طبری، جامع البیان آیت تطہیر کی تفسیر میں ۲۲:۵ اور تفسیر ابن کثیر، ۳:۴۸۵، اور جامع الاصول ۱۰:۱۰۱۔ ۱۰۲ تیسیر الوصول ۳:۲۹۷، اور تفسیر سیوطی الدر المنثور ۵:۱۹۸۔۱۹۹

چادر کے اندر داخل فرمایا۔ اس کے بعد حسینؑ تشریف لائے۔ پس وہ بھی آپ کے ساتھ داخل ہوئے۔ اس کے بعد فاطمہؑ تشریف لائیں۔ پس آنحضرت نے انہیں بھی کساء میں داخل فرمایا۔ پھر علیؑ تشریف لائے۔ پس حضور نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمایا۔ پھر فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

اے اہل بیت! اللہ کا ارادہ تو بس یہی ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

ب۔ طبری اور قرطبی اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا:

لما نزلت هذه الآية:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

دعا رسول الله علیاً و فاطمة و حسناً وحسیناً، فجلّل علیهم کسائً خیبریاً۔۔۔[1]

یعنی جب یہ آیت:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی فاطمہ حسن اور حسین کو بلایا اور انہیں خیبری کساء اوڑھا دی۔

حضرت ام سلمہؓ سے دوسری حدیث میں مروی ہے:

---

[1] اسے حضرت ابو سعید خدریؓ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ اسی طرح تفسیر طبری اور جامع البیان میں اس آیت کی تفسیر میں ۲۲:۶ میں یہی بات نقل کی گئی ہے۔

وغطّی علیهم عبائة۔۔۔۔[1]

آپ نے ان پر ایک عباڈال دی۔۔۔۔

سیوطی نے اپنی تفسیر میں اسے نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن کثیر نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کساء کے نیچے اہل بیتؑ کے جمع ہونے کی کیفیت

الف۔ **عمر بن ابی سلمۃ کی روایت:** طبری اور ابن کثیر دونوں نے اپنی اپنی تفسیر میں، ترمذی نے اپنی کتاب صحیح میں اور طحاوی نے مشکل الآثار میں عمر بن ابی سلمۃ سے ایک حدیث روایت کی ہے جو طبری کے الفاظ میں یوں ہے:

نزلت هذه الآیة علی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فی بیت ام سلمة:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

فدعا حسناً و حسیناً و فاطمة فأجلسهم بین یدیه و دعا علیّاً فأجلسه خلفه فتجلّل هو و هم بالکساء ثمّ قال: هؤلاء أهل بیتی فأذهب عنهم الرجس و طهّرهم تطهیراً۔[2]

ام سلمہؓ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا—

---

[1] یہ حدیث شہر بن حوشب نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ جیسا کہ تفسیر طبری ۲۲:۶ میں ہے اور ابن کثیر نے ۳: ۴۸۵ پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

[2] صحیح ترمذی ۱۲: ۸۵ تفسیر ذیل آیت اور تفسیر طبری ۲۲: ۷ اور ابن کثیر ۳: ۴۸۵ اور مشکل الآثار ۱: ۳۳۵ اور جامع الاصول ۱۰:۱۰۱ اور ابن عساکر ج۵، حصہ اول ص ۱۶ اب۔

پس آپ نے حسن، حسین اور فاطمہ کو بلایا اور انہیں اپنے روبرو بٹھایا۔ پھر علی کو بلایا اور انہیں اپنی پشت کی طرف بٹھایا۔ پھر اپنے آپ اور ان پر چادر اوڑھا دی اور فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ پس (اے خدا) ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔

ابن عساکر کی روایت کے مطابق اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی:

اجعلنی معهم- "مجھے بھی ان میں شامل کیجیے۔"

رسول اللہؐ نے فرمایا:

أنت بمكانك و أنت على خير۔

تیرا مقام محفوظ ہے اور تم خیر پر ہو۔

ب۔ حضرت واثلہ بن اسقع[1] اور حضرت ام سلمہؓ[2] کی حدیث کی روشنی میں

أجلس علياً و فاطمة بين يديه و الحسن و الحسين كل واحد منهما على فخذه او في حجره-

علی اور فاطمہ کو اپنے روبرو بٹھایا اور حسن و حسین میں سے ہر ایک کو اپنی رانوں پر یا گود میں بٹھایا۔

حاکم نے حضرت واثلہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اسے نقل کیا ہے۔

اس حدیث کو، طبری، ابن کثیر اور سیوطی نے اپنی تفاسیر میں، بیہقی نے اپنی سنن کبریٰ میں اور احمد نے اپنی مسند میں حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے۔

---

[1] مستدرک صحیحین ۲:۴۱۶، اور ۳:۱۴۷، اور کہا ہے کہ یہ حدیث علی شرط شیخین صحیح ہے اور مجمع الزوائد ۹:۱۶۷ اور مشکل الآثار للطحاوی ۱:۳۳۵ اور ابن عساکر ۱۶، ۱:۵ ب

[2] تفسیر طبری ۲۲:۶، ابن کثیر ۳:۴۸۳، سیوطی الدر المنثور ۵:۱۹۸، سنن بیہقی ۲:۱۵۲ اور مسند احمد ۴:۱۷۰۔

اہل بیت علیہم السلام کہاں جمع ہوئے؟

الف۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث

آیت (تطہیر) کی تفسیر میں سیوطی الدرالمنثور میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں:

كان يوم امّ سلمة ام المؤمنين فنزل جبرئيل عليه السلام بهذه الآية:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

قال: فدعا رسول الله صلى الله عليه (و آله) و سلّم بحسن وحسين وفاطمة وعلى فضمّهم و نشر عليهم الثوب، والحجاب على أُمّ سلمة مضروب، ثم قال: اللّهم هؤلاء أهل بيتى، اللّهم أذهب عنهم الرجس أهل البيت و طهّرهم تطهيراً۔ قالت أم سلمة (رض): فأنا معهم يا نبيّ الله ﷺ قال: أنت على مكانك وانتِ على خير۔

جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم، ام المؤمنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف رکھتے تھے، اس وقت جبرائیل امین اس آیت کو لے کر نازل ہوئے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

راوی کہتا ہے: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے حسن و حسین فاطمہ اور علی کو بلایا اور انہیں جمع کیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت ام سلمہؓ پردے کے پیچھے تھیں۔ اس کے بعد فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اے اللہ! ان سے ہر قسم کی نجاست اور پلیدی کو دور رکھ اور ان کو خوب پاک و پاکیزہ قرار دے۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا: یا نبی اللہؐ! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا: تمہارا مقام محفوظ ہے اور تم خیر پر ہو۔[1]

---

[1] درمنثور میں تفسیر آیہ تطہیر ۱۹۸:۵۔ حدیث کے دیگر طرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے اس حدیث کو خود حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے۔

ب۔ حضرت ام سلمہؓ کی حدیث

ابن کثیر اور سیوطی نے اس آیت کی تفسیر میں، بیہقی نے اپنی سنن میں، خطیب نے تاریخ بغداد میں اور طحاوی نے مشکل الآثار میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جو ابن کثیر کے الفاظ میں کچھ یوں ہے:

فی بیتی نزلت:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

و فی البیت فاطمة علی و الحسن و الحسین فجلّلهم رسول الله بکساء کان علیه ثم قال: هؤلاء أهل بیتی فأذهب عنهم الرجس و طهّرهم تطهیراً۔[1]

میرے گھر میں (یہ آیت) نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

جبکہ گھر میں فاطمہ، علی، حسن اور حسین موجود تھے۔ رسول اللہ نے انہیں ایک چادر اوڑھا دی جو آپ کے جسم مبارک پر تھی۔ اس کے بعد فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔

حاکم کی مستدرک الصحیحین میں بھی اس طریقے سے روایت ہوئی ہے:

---

[1] سنن بیہقی ۲:۱۵۰، ابن کثیر کی تفسیر ۳:۴۸۳ میں ذیل آیہ، سیوطی ۵:۱۹۸ اور حاکم کے الفاظ میں بھی تفسیر آیہ ۲:۴۱۶ ام سلمہؓ سے روایت ہوئی ہے کہ میرے گھر میں نازل ہوئی ہے۔ تاریخ بغداد ۹:۱۲۶، مشکل الآثار ۱:۳۳۴ اور جامع الاصول ۱۰:۱۰۰ اور تفسیر ثعالبی ۳:۲۲۸، تیسیر الوصول ۳:۲۹۷، اور ابن عساکر ۵:۱، ۱۳ آب اور ۱۶ آ۔

انہوں (حضرت ام سلمہؓ) نے کہا: فی بیتی نزلت: یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی

صحیح ترمذی، باب فضائل فاطمہ[1] میں نیز ریاض النضرۃ اورتہذیب التہذیب کے باب فضائل فاطمہ میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللّهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي أذهب عنهم الرجس و طهّرهم تطهيراً [2]

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، میری خاص (ہستیاں) ہیں۔ ان سے رجس وپلیدی کو دور فرمااور انہیں پاک وپاکیزہ قرار دے۔

مسند احمد میں مذکور ہے کہ ام سلمہ نے کہا:

فادخلت رأسي في البيت فقلت: و أنا معكم يا رسول الله ﷺ قال: إنّك إلى خير إنك إلى خير۔

میں نے اپنا سر گھر میں داخل کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں؟ فرمایا: تم خیر کی راہ پر ہو، تم خیر کی راہ پر ہو۔

دوسری روایت میں یوں مذکور ہے:

فرفعت الكساء لأدخل معهم فجذبه من يدي و قال: ''إنّك على خير۔ [3]

میں نے چادر اٹھالی تاکہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔

---

[1] ترمذی نے کہا: عمرؓ بن ابی سلمہ اور انسؓ بن مالک اور ابی حمراءؓ اور معقل بن یسار اور عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے۔

[2] صحیح ترمذی ۱۳:۲۴۸ اور ۲۴۹، فضائل فاطمہؑ کے باب میں اور تہذیب التہذیب ۲:۲۹۷ امام حسنؑ کی حالات زندگی میں اور الریاض النضرۃ ۲:۲۴۸ میں آپ (علیؑ) کے خصائص کو بیان کیا گیا ہے کہ آپؑ (علی)، آپ کی زوجہ (فاطمہ الزہراءؑ) اور ان کے دونوں فرزند (حسنؑ و حسینؑ) اہل بیت ہیں اور ابن عساکر ۵:۱۴، اب میں ذکر ہوا ہے۔

[3] مسند احمد ۶:۲۹۲ اور ۳۲۳۔

لیکن آنحضرت نے اسے میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور فرمایا: تم خیر پر ہو۔

حاکم کی مستدرک کی روایت کے مطابق حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی:

یا رسول الله ما أنا من أهل البیت ﷺ قال: إنّكِ إلی خیر و هؤلاء أهل بیتی، اللّهم اهل بیتی أحق-
ا

یارسول اللہ! کیا میں اہل بیتؑ میں شامل نہیں ہوں؟ فرمایا: تم خیر کی راہ پر ہو اور یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ اے اللہ! میرے اہل بیت (اس رحمت کے) زیادہ حق دار ہیں۔

نزول آیت کے وقت گھر میں موجود افراد

تفسیرِ سیوطی اور مشکل الآثار میں مذکور ہے کہ (بالفاظ سیوطی) حضرت اُم سلمہؓ نے کہا:

نزلت هذه الآية:

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا

فی بیتی و فی البیت سبعة: جبریل و میکال وعلیّ و فاطمة و الحسن و الحسین (رض) و أنا علی باب البیت۔ قلت یا رسول الله! ألست من أهل البیت ﷺ قال: إنّكِ إلی خیر، إنّكِ إلی خیر، إنكِ من أزواج النبی- ۲

یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی:

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا

اس وقت گھر میں سات لوگ تھے: جبرائیل، میکائیل، علی، فاطمہ،

ا مستدرک الحاکم ۲: ۴۱۶ سورہ احزاب کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں۔

۲ الدر المنثور ۵: ۱۹۸ پر آیت کی تفسیر میں اور رجوع کیجیے مشکل الآثار ۱: ۲۳۳۔ تیسیر الوصول ۳: ۲۹۷۔ جامع الاصول ۱۰: ۱۰۰ اور ابن عساکر ۵: ۱، ۱۵ اب۔

حسن اور حسین جبکہ میں گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اہل بیت میں شامل نہیں ہوں؟ فرمایا: تم خیر کی راہ پر ہو۔ تم خیر کی راہ پر ہو۔ تم ازواج نبی میں سے ہو۔

ابن عساکر کی روایت میں اس کے بعد مذکور ہے:

وما قال: إنّك من أهل البيت۔

یعنی آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: تم اہل بیت میں سے ہو۔

آیت (تطہیر) کے نزول کے وقت اہل بیتؑ کا حال

تفسیر طبری نے ابو سعید خدری سے اور انہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے:

إنّ هذه الآية نزلت في بيتها

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

قالت: وأنا جالسة على باب البيت۔[1]

یہ آیت ان کے گھر میں نازل ہوئی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

ام سلمہ کہتی ہیں: اس وقت میں گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

تفسیر طبری میں بھی حضرت ام سلمہؓ سے یہ روایت مذکور ہے:

فاجتمعوا حول النبي صلى الله عليه (وآله) وسلم على بساط: فجلّلهم النبيّ بكساء كان عليه ثمّ قال: هؤلاء اهل بيتي فأذهب عنهم الرجس و طهّرهم تطهيراً۔ نزلت

---

[1] جامع البیان، طبری ۲۲:۷ پر آیت کی تفسیر میں مذکور ہے۔

هذه الآية حین اجتمعوا علیا لبساط، قالت: فقلت: یا رسول الله! و أنا فوالله ما أنعم، وقال: إنّك إلی خیر۔ [1]

وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے گرد ایک بساط کے اوپر جمع ہو گئے۔ پھر نبی نے ان پر ایک کساء (چادر) ڈال دی جو آپ کے جسم مبارک پر تھی۔ پھر فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ پس تو ان سے رجس و پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔ یہ آیت تب نازل ہوئی جب وہ سب اس بساط پر جمع ہو گئے۔ (حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بھی؟ خدا کی قسم آنحضرت نے تائید نہیں فرمائی اور فرمایا: تم خیر کی راہ پر ہو۔

آیت تطہیر کے الفاظ کی تشریح

راغب اصفہانی نے اپنی کتاب مفردات القرآن کے مادہ ''ر و د'' کے بارے میں کہا ہے: جب کہا جاتا ہے أراد الله (خدا نے ارادہ کیا) تو اس کے معنی یہ ہیں: اللہ نے حکم کیا۔ یعنی حکمِ خدا اور ارادۂ خدا یہ ہے یا حکمِ خدا ایسا نہیں ہے۔ خدا نے تمہارے لیے زحمت کا ارادہ فرمایا ہے یا رحمت کا ارادہ فرمایا ہے

وہ لفظ رجس کے مادہ کے بارے میں کہتے ہیں: رجس الشی القذر۔ یعنی رجس پلید چیز کو کہتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں: رجس کی چار قسمیں ہیں۔ رجس بلحاظ طبع یا بلحاظ عقل یا بلحاظ شرع یا ان میں سے ہر لحاظ سے ہے، جیسا کہ مردار، جوا اور شرک ہے، تلخیص کے ساتھ۔

تفسیر ثعالبی میں رجس کے بارے میں لکھا ہے: ایک ایسا نام ہے جو گناہ، عذاب، نجاسات اور نقائص کے لیے استعمال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل بیتؑ کو ان سے دور رکھا ہے۔ [2]

---

[1] حوالہ سابق۔ [2] تفسیر ثعالبی ۳:۲۲۸

قرآن کریم کی ایک آیت میں مذکور ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ---۱

اے ایمان والو! شراب، جوا اور مقدس تھان اور پانسے سب ناپاک شیطانی اعمال ہیں---

نیز ایک آیت شریفہ میں وارد ہوا ہے:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ---۲ (پس تم لوگ بتوں کی پلیدی سے اجتناب کرو۔)

اور ایک آیتِ شریفہ کہتی ہے:

اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ ---۳

مگر یہ کہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت کیونکہ یہ ناپاک ہیں---

ایک اور آیت شریفہ میں فرمایا گیا ہے: كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ---۴
ایمان نہ لانے والوں پر اللہ اس طرح ناپاکی مسلط کرتا ہے---

سورہ توبہ میں فرمایا ہے: فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ---۵

پس تم ان سے روگردانی کر۔ بیشک یہ لوگ ناپاک ہیں---یہ لفظ منافقین کے بارے میں آیا ہے۔

قوم نوح کے بارے میں ایک آیت شریفہ میں ارشاد ہے:

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ---۶

ہود نے کہا: تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب

---

۱ مائدۃ:۹۰ ۲ حج:۳۰

۳ انعام:۱۴۵ ۴ انعام:۱۲۵ ۵ توبہ:۹۵ ۶ اعراف:۷۱

مقرر ہو چکا ہے۔۔۔۔

اور آیۂ تطہیر میں اہل بیت کی جو شان بیان ہوئی ہے وہ بالکل اسی طرح ہے جو سورۂ آل عمران میں حضرت مریم کے لیے یوں بیان ہوئی ہے: وَ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ اصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ [1]

اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے اور پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں دنیا کی تمام عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے۔

اس حدیث میں لفظ کساء عباء کی طرح کے لباس کے لیے استعمال ہوا ہے جسے کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

آیت تطہیر سے مربوط مزید احادیث

تفسیر سیوطی میں ابن عباسؓ سے نقل ہوا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) و سلم: ان اللہ قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیر ھما قسما الی قولہ: ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرھا بیتا فذلك قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا

فانا و اھل بیتی مطھرون من الذنوب۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ نے لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان دو گروہوں میں سے بہتر گروہگروہ میں قرار دیا۔ پھر اس نے قبیلوں کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے سب سے بہتر گھر میں قرار دیا۔ اس شرف کا بیان اس آیت شریفہ میں ہوا ہے:

---

[1] آل عمران: ۴۲ [2] الدر المنثور میں آیت کی تفسیر ۵:۱۹۹

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

پس میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہیں۔

تفسیر سیوطی میں ضحاک بن مزاحم کی حدیث میں منقول ہے:

ان النبی کان یقول: نحن اھل بیت طھرھم اللہ من شجرۃ النبوۃ و موضع الرسالۃ و مختلف الملائکۃ و بیت الرحمۃ و معدن العلم۔[1]

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا کرتے تھے: ہم وہ اہل بیت ہیں جنہیں اللہ نے پاکیزہ بنایا ہے۔ ہم شجرہ نبوت سے ہیں، رسالت کا سرچشمہ ہیں، فرشتوں کی رفت و آمد کی جگہ ہیں، رحمت کا گھر ہیں اور علم کا معدن ہیں۔

ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر اور محب الدین طبری شافعی نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے یوں روایت کی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) و سلم: نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ: فی و فی علی و حسن و حسین و فاطمۃ:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا: میرے، علی، حسن، حسین اور فاطمہ کے بارے میں یہ آیت:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

---

[1] حوالہ سابق

[2] تفسیر طبری ۲۲:۵۔ ذخائر العقبی للمحب طبری: ۲۴ اور تفسیر السیوطی ۱۹۸:۵ اور ابن عساکر ۱۶:۱، ۵:۱ ا اور اسباب النزول للنیشاپوری۔

نازل ہوئی ہے۔

ام سلمہؓ سے روایت ہے:

نزلت هذه الآية فی رسول الله صلی الله عليه (و آله) و سلم و علی و حسن و حسين (عليهم السلام):

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [1]

رسول اللہؐ، علی، حسن اور حسین (علیہم السلام) کے بارے میں یہ آیت:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

نازل ہوئی ہے۔

گزشتہ روایات میں آیت شریفہ کی وضاحت اور اس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور عمل کی روشنی میں ہو چکی ہے۔

صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ حضرت زیدؓ بن ارقم سے سوال ہوا:

آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا ان سے مراد ان کی ازواج ہیں؟ کہا:

لا، وأيم الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع إلى أبيها وقومها، أهل بيته أصله وعصبته الذين حرّموا الصدقة بعده۔

نہیں۔ اللہ کی قسم بیوی تو ایک زندگی مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر اسے طلاق دی جاتی ہے (اجنبی بن جاتی ہے) پس وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ آپ کے اہل بیت تو آپ کے اصلی اور نسبی رشتہ دار ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کیا گیا ہے۔ [2]

ہیثمی کی کتاب مجمع الزوائد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے:

---

[1] مشکل الآثار ۱: ۳۳۲ [2] صحیح مسلم۔ باب فضائل علی بن ابی طالب ۱۳۳: ۷

أهل البيت الذين أذهب عنهم الرجس وطهّرهم تطهيراً۔ فعدّهم في يده فقال: خمسة: رسول الله صلى الله عليه (وآله) و سلم و عليّ و فاطمة و الحسن و الحسين (عليهم السلام)۔ ۱؎

اہل بیت جن سے اللہ نے پلیدی کو دور کیا ہے اور جنہیں پاک و پاکیزہ بنایا ہے، پانچ ہستیاں ہیں۔ انہوں نے اپنی انگلیوں پر گن کر کہا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔

طبری نے اپنی تفسیر میں قتادہ سے

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

کے بارے میں روایت کی ہے:

هم أهل بيت طهّرهم الله من السؤ و اختصّهم برحمته۔ ۲؎

اہل بیت وہ ہیں جنہیں اللہ نے برائی سے پاک کیا ہے اور اپنی رحمت کو ان کے ساتھ مختص کیا ہے۔

طبری نے بھی اس آیت: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا کی تفسیر میں یہی کہا ہے:

انما يريد الله ليذهب السؤ و الفحشاء يا أهل بيت محمد و يطهّركم من الدنس الذي يكون في أهل معاصي الله۔ ۳؎

اے اہل بیت محمد! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے برائی

۱؎ مجمع الزوائد للہیثمی ۹: ۱۶۵ اور ۱۶۷۔ فضائل اہل بیت کے باب میں اور ابن عساکر ۵: ۱، ۱۶۱ا۔

۲؎ طبری کے نزدیک آیت کی تفسیر ۲۲: ۵ اور تفسیر سیوطی ۵: ۱۹۹

۳؎ طبری کے نزدیک آیت کی تفسیر ۲۲: ۵

اور فحشاء کو دور کرے اور تم کو پاک و پاکیزہ بنائے ان آلودگیوں سے جو خدا کے گناہ گار بندوں میں پائی جاتی ہیں۔

آیت شریفہ کے نزول کے بعد آنحضرت (ص) کا معمول

مجمع الزوائد میں حضرت ابوبرزہؓ سے مروی ہے:

صلّیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سبعة عشر شهراً، فاذا خرج من بیته أتی باب فاطمة (س) فقال: الصلاة علیکم۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا [1]

میں نے سترہ ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس آپ جب بھی گھر سے نماز کے لیے نکلتے تو فاطمہؑ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے تھے: تم پر سلامتی ہو۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

تفسیر سیوطی میں ابنؓ عباس سے منقول ہے:

شهدت رسول اللہ (ص) تسعة أشهر یأتی کلّ یوم باب علیّ بن أبی طالب (رض) عند وقت کلّ صلاة فیقول: السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاته أهل البیت۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا کلّ یوم خمس مرّات۔ [2]

میں نوماہ تک رسول اللہؐ کے ساتھ تھا۔ آپؐ ہر روز نماز کے وقت

علی ابن ابی طالب (رض) کے دروازے پر تشریف لاتے اور

---

[1] مجمع الزوائد ۹:۱۶۹ [2] تفسیر الدر المنثور ۵:۱۹۹

فرماتے تھے: اے اہل بیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

آپ اسے ہر روز پانچ مرتبہ دہراتے تھے۔

صحیح ترمذی، مسند احمد، مسند طیالسی، مستدرک الصحیحین، اسد الغابۃ، تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر اور تفسیر سیوطی میں انسؓ بن مالک سے مروی ہے (الفاظ ترمذی کے ہیں):

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کان یمر بباب فاطمۃ علیہا السلام ستّۃ أشھر کلّما خرج إلی صلاۃ الفجر یقول: الصلاۃ یا أھل البیت!

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نماز صبح کے لیے جاتے ہوئے، چھ ماہ تک حضرت فاطمہ علیہا السلام کے دروازے سے گزرتے اور فرماتے رہے: اے اہل بیت! نماز کا وقت ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

استیعاب، اسد الغابۃ، مجمع الزوائد، مشکل الآثار نیز تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر، تفسیر سیوطی میں حضرت ابی الحمراءؓ سے روایت ہے:

حفظت من رسول اللہ ثمانیۃ أشھر بالمدینۃ لیس من مرۃ یخرج إلی صلاۃ الغداۃ الا أتی باب علی (علیہ السلام) فوضع

---

[1] مستدرک صحیحین ۳:۱۵۸ اور کہا کہ یہ حدیث علی شرط مسلم وبخاری صحیح ہے۔ ولم یخرجاہ اور اسد الغابۃ ۵:۵۲۱ اور مسند احمد ۳:۲۵۸ اور تفسیر طبری میں تفسیر آیت ۲۲:۵ اور ابن کثیر ۳:۴۸۳ اور الدر المنثور سیوطی میں ۵:۱۹۹ اور مسند طیالسی میں ۸:۲۷۴ ایک ماہ لکھا ہے اور صحیح ترمذی ۱۲:۸۵ اور سورۂ احزاب میں آیت کی تفسیر میں نیز رجوع کیجیے کنز العمال ۷:۱۰۳۔ طبع اول اور جامع الاصول ۱۰:۱۰۱، ح۶۶۹۱ اور تیسیر الاصول ۳:۲۹۷

يده على جنبتى الباب ثم قال: الصلاة، الصلاة،

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

مجھے یاد ہے کہ آٹھ ماہ تک رسول اللہ سے ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ گھر سے نماز صبح کے لیے نکلے ہوں اور علیعلیہ السلام کے دروازے پر نہ آئے ہوں اور دروازے کی چوکھٹوں پر ہاتھ رکھ کر یہ نہ فرمایا ہو: نماز، نماز

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

یہ مدت ایک روایت کے مطابق چھ ماہ، دوسری کے مطابق سات ماہ، تیسری روایت کے مطابق آٹھ ماہ اور چوتھی روایت کے مطابق نو ماہ ہیں۔[۱]

مجمع الزواید اور تفسیر سیوطی میں ابو سعید خدریؓ سے (لفظی اختلاف کے ساتھ) اس طرح منقول ہے:

جاء النبی أربعين صباحاً الى باب دار فاطمة يقول: السلام عليكم أهل البيت و رحمة الله و بركاته۔ الصلاة يرحمكم الله۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

أنا حرب لمن حاربتم، أنا سلم لمن سالمتم۔[۲]

نبی اکرم چالیس دن تک صبح کے وقت جناب فاطمہ کے گھر کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے رہے۔اے اہل بیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تم پر رحمت نازل کرے، نماز (کا وقت ہو گیا ہے۔)

---

[۱] ابی حمراءؓ کی روایات استیعاب میں ۵۹۸:۲ پر ہیں۔ ترجمۂ استیعاب سے ۶۳۷:۵ پر۔ تفسیر طبری اور ابن کثیر اور سیوطی آیت کی تفسیر میں۔ ترجمۃ أبی الحمراء بأسد الغابۃ ۱۷۴:۵ اور مجمع الزوائد ۱۲۱:۹ اور ۱۶۸۔ مشکل الآثار ۳۳۸:۱ ملاحظہ کیجیے۔

[۲] مجمع الزوائد ۱۶۹:۹ اور تفسیر سیوطی ۱۹۹:۵

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

میری ہر اس شخص کے ساتھ جنگ ہے، جس کے ساتھ آپ کی جنگ ہے اور ہر اس کے ساتھ دوستی ہے جس کے ساتھ آپ کی دوستی ہے۔

آیت تطہیر سے اہل بیت علیم السلام کی فضلیت پر استدلال

الف۔ حسن بن علی علیہما السلام

مستدرک صحیحین میں حاکم نے حسن بن علی علیہما السلام کی فضلیت اور ہیثمی نے اہل بیتؑ کی فضلیت کے باب میں روایت کی ہے کہ جب علی علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو حسن بن علی علیہما السلام نے لوگوں سے خطاب کیا اور اپنے خطبے میں فرمایا:

ایّھا الناس من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فأنا الحسن بن علی و أنا ابن البنی و أنا ابن الوصی و أنا ابن البشیر و أنا ابن النذیر و أنا ابن الداعی إلی اللہ باذنہ و أنا ابن السراج المنیر و أنا من أھل البیت الذی کان جبرئیل ینزل الینا و یصعد من عندنا و أنا من أھل البیت الذی أذھب اللہ عنھم الرجس و طھّرھم تطھیراً۔[1]

اے لوگو! جو مجھے پہچانتے ہیں، سو وہ پہچانتے ہیں اور جو مجھے نہیں پہچانتے (وہ جان لیں کہ) میں حسن بن علی (ع) ہوں، میں نبی کا بیٹا ہوں، میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر (بشارت دینے والے) کا فرزند ہوں، میں نذیر (ڈرانے والے) کا فرزند ہوں، میں خدا کے اذن سے خدا کی طرف بلانے والے کا فرزند ہوں، میں روشن چراغ کا فرزند ہوں، میں اہل بیتؑ میں سے ہوں کہ جن کے

----

[1] مستدرک حاکم، فضائل حسن بن علیؑ کے باب میں ۳:۱۷۲

پاس جبرئیل اترتے اور جن کے پاس سے وہ اوپر جاتے تھے۔ میں اس اہل بیتؑ میں سے ہوں کہ جن سے خدا نے رجس وپلیدی کو دور کیا ہے اور انہیں پاک وپاکیزہ بنایا ہے۔

مجمع الزوائد اور تفسیر ابن کثیر میں آیا ہے۔

انّ الحسن بن علیؑ حین قتل علیؑ استخلف، فبینا ھو یُصلّی بالناس اذ وثب الیه رجل فطعنه بخنجرفی ورکه فتمرّض منها أشهر، ثم قام فخطب علی المنبرفقال: یا أهل العراق اتّقوا الله فینا فانّا أُمراؤکم وضیفانکم ونحن أهل البیت الذی قال الله عزو جل:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

فما زال یومئذٍ یتکلّم حتی ما تری فی المسجد الاّ باکیاً۔

قال: رواہ الطبرانی ورجاله ثقات۔[1]

جب علی شہید ہوئے تو حسن بن علی خلیفہ بنے۔ جب آپ لوگوں کے ساتھ نماز کی امامت کر رہے تھے تو ایک شخص آپؑ کی طرف کودا۔ اس نے آپ کی ران میں ایک خنجر مارا، جس سے آپ کئی ماہ بیمار رہے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور منبر پر جا کر خطبہ دیا اور فرمایا: اے اہل عراق! ہمارے بارے میں خدا سے ڈرو۔ ہم تمہارے امیر ہیں، ہم تمہارے مہمان ہیں اور ہم اہل بیتؑ ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

اس دن آپؑ اسی طرح خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ مسجد میں کوئی فرد نہیں دیکھا گیا جو رو نہ رہا ہو۔

کہا: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

ب۔ حضرت اُم سلمہؓ

طحاوی مشکل الآثار میں عمرة الهمدانية سے روایت کرتے ہیں:

أتيت أمّ سلمة فسلّمت عليها، فقالت: من أنتِ؟

فقلت: عمرة الهمدانية۔

فقالت عمرة: يا أمّ المومنين! أخبريني عن هذا الرجل الذی قتل بين أظهرنا فمحب و مبغض تريد ۔۔۔ علی بن أبی طالب۔

قالت أم سلمة: أتحبينه أم تبغضينه؟

قالت: ما أحبه ولا أبغضه۔۔۔

فأنزل الله هذه الآية: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

وما فی البيت الا جبرئيل و رسول الله صلى الله عليه (وآله) وسلم وعلیؑ وفاطمة والحسن والحسين (عليهم السلام)۔

فقلت: يا رسول الله أنا من أهل البيت؟

فقال: إن لك عند الله خيراً، فوددت أنه قال: نعم، فكان أَحَبَّ إِلَيَّ مما تطلع الشمس و تغرب [1]

میں ام سلمہؓ کے پاس آئی۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے پوچھا کون ہو تم؟

میں نے کہا: عمرة الهمدانية ہوں۔

عمرہ نے کہا: اے ام المؤمنین! مجھے اس شخص کے بارے میں بتائیں جسے ہمارے درمیان شہید کیا گیا ہے۔ کچھ لوگ ان کے چاہنے والے اور کچھ لوگ بغض رکھنے والے ہیں۔ تمہاری مراد علی بن ابی طالب ہیں۔۔۔

----

[1] مشکل الآثار ۱:۳۳۶۔

ام سلمہ نے کہا: تم اس سے محبت رکھتی ہو یا بغض؟

کہا: نہ محبت رکھتی ہوں اور نہ ہی بغض۔

حضرت ام سلمہؓ نے کہا: جب اللہ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

اس وقت گھر میں جبرائیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم، علی فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے سوا کوئی نہیں تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! کیا میں اہل بیت میں سے ہوں؟

فرمایا: تمہارے لیے اللہ کے نزدیک اچھائی ہے۔

میرا دل بہت چاہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے! ہاں (تم اہل بیت میں سے ہو لیکن نہیں فرمایا) اہل بیت میں شامل ہونا میرے لیے ہر اس شے سے زیادہ محبوب تھا، جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

ج۔ سعد بن ابی وقاص

خصائص نسائی میں عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے:

أمر معاوية سعداً فقال: ما يمنعك أن تسبّ أبا تراب (ع)

فقال: ما ذكرت ثلاثاً قالهنّ رسول الله (ص) فلن اسبّه، لئن يكون لي واحدة أحبّ اليّ من حمر النعم:

سمعت رسول الله (ص) يقول له و خلّفه في بعض مغازيه، فقال له عليّ: يا رسول الله أتخلّفني مع النساء و الصبيان (ع)

فقال رسول الله: أما ترضى أن تكون منّي بمنزلة هارون من موسى الاّ أنه ـ ـ ـ نبوّة بعدي۔

و سمعته يقول يوم خيبر: لأعطينّ الراية غداً رجلاً يحبّ الله و رسوله و يحبّه الله و رسوله،

فتطاولنا اليها۔ فقال: ادعوالی عليّاً فأُتی به أرمد، فبصق فی عينيه و دفع الراية اليه۔

و لمّا نزلت: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

دعا رسول الله(ص) عليّاً و فاطمة وحسناً وحسيناً فقال: ''اللّهم هؤلاء أهل بيتی۔'' [1]

معاویہ نے سعد کو حکم دیا (کہ تم ابو تراب کو سبّ کرو) اور کہا: تم ابو تراب کو سبّ کیوں نہیں کرتے؟

سعد نے کہا: رسول اللہ کے تین فرامین کی وجہ سے میں ہر گز علی کو سبّ نہیں کروں گا۔ اگر آپ کے ان فرامین میں سے صرف ایک میرے حق میں ہوتا تو یہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتا۔

میں نے رسول اللہ سے اس وقت سنا جب آپؐ نے علی کو ایک جنگ میں اپنا جانشین بنایا تھا اور علی نے آنحضرت سے عرض کیا تھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ تب رسول اللہ نے فرمایا: کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ میرے نزدیک آپ کا وہی مقام ہو جو موسیٰ کے نزدیک ہارون کا تھا؟ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

نیز میں نے خیبر کے دن آنحضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اللہ کے رسول کو چاہتا ہے نیز اللہ اور اس کا رسول اسے چاہتے ہیں۔ پس ہم سب نے آپ کی طرف اپنی گردنیں اونچی کیں (اس زعم میں کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں اور علَم مجھے ہی ملے) پس آنحضرت نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلائو۔ پس علی کو بلایا گیا جبکہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔

----

[1] خصائص نسائی: ۰۴

آپؐ نے اپنا آب دہن علی کی آنکھوں میں لگایا اور علم علیؑ کے ہاتھ میں دے دیا۔

تیسری بات یہ کہ جب یہ آیت:

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا

نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

۔۔۔ابن جریر، ابن کثیر، مستدرک حاکم اور طحاوی کی مشکل الآثار میں اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث مذکور ہے جو ابن جریر کے الفاظ میں یوں ہے: سعد نے کہا:

قال رسول الله (ص) حين نزل عليه الوحی، فأخذ علياً و ابنيه و فاطمة و أدخهلم تحت ثوبه ثم قال: هؤلاء أهلی وأهل بيتی۔[۱]

جب رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی تو آنحضرت نے علی اور ان کے دونوں بیٹوں اور فاطمہ کو لیا اور اپنی چادر کے نیچے داخل کیا۔ پھر فرمایا: یہ ہیں میرا گھرانہ اور میرے اہل بیت۔

د۔ ابن عباس

ا۔ تاریخ طبری اور تاریخ ابن اثیر میں ایک روایت مذکور ہے جو طبری کے الفاظ میں کچھ یوں ہے: لاما قال عمر فی کلامه لابن عباس:

هيهات ابت و الله قلوبكم يا بنی هاشم الاحسداً ما يحول و ضغناً و غشّاً۔۔۔ ما يزول۔ قال له ابن عبّاس: مهلا يا أمير المؤمنين! لا تصف قلوب قوم أذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهيراً بالحسد و الغش، فان قلب رسول الله من قلوب بنی هاشم۔[۲]

---

[۱] تفسیر طبری ۲۲:۷۔ ابن کثیر ۳:۴۸۵ مستدرک حاکم ۳:۱۴۷۔ مشکل الآثار ۱:۳۳۶

[۲] تاریخ طبری ۵:۳۱

جب عمر نے اپنی گفتگو میں ابن عباس سے کہا: اے بنی ہاشم! خدا کی قسم! افسوس ہے کہ تمہارے دل ہمیشہ حسد، کینہ اور فریب سے بھرے ہوتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا: اے امیر المومنین! ذرا دیکھ کر بات کریں۔ ان ہستیوں کے دلوں کو حسد اور کینہ کی طرف نسبت نہ دیں جن کو خدا نے رجس اور پلیدی سے پاک و منزہ کیا ہے اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب تو بنی ہاشم کے قلوب میں سے ہے۔

۲۔ حنبلیوں کے امام احمد کی مسند، خصائص نسائی، محب طبری کی الریاض النضرۃ اور مجمع الزوائد[۱] میں عمرو بن میمون سے ایک حدیث مروی ہے جو مسند احمد کے الفاظ میں یوں ہے:

إني لجالس إلى ابن عباس إذا أتاه تسعة رهط فقالوا: يا ابن عباس: إما أن تقوم معنا إما أن يخلونا هؤلاء، قال: بل أقوم معكم، قال: وهو يومئذٍ صحيح قبل أن يعمى قال: فابتدأوا فتحدّثوا فلا ندري ما قالوا، قال: فجاء ينفض ثوبه ويقول: أف وتف وقعوا في رجل له عشر--- إلى قوله--- و أخذ رسول الله ثوبة فوضعه على عليّ و فاطمة وحسن وحسين وقال:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں نو افراد پر مشتمل ایک گروہ آیا اور کہنے لگا: اے ابن عباس! یا ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (یعنی بحث میں شامل ہو جاؤ) یا ہمیں تنہا چھوڑ دو۔

---

[۱] مکمل حدیث مسند احمد ۱:۳۳۱۔ طبع اول و ثانی۔ ۵: ۳۰۶۲ اور اس میں ابن عباسؓ نے علی بن ابی طالب علیہما السلام کے لیے فضیلتوں کا ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو نسائی نے خصائص ص ۱۱ میں ذکر کیا ہے۔ محب طبری الریاض النضرۃ ۲:۲۶۹ اور مجمع الزوائد للہیثمی ۹:۱۱۹

(ابن عباسؓ نے) کہا: چلو میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں (یعنی بحث میں شامل ہوتا ہوں) راوی کہتا ہے: اس وقت وہ (ابن عباسؓ) نابینا نہیں ہوئے تھے۔ پس انہوں نے بحث و گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر ہمیں نہیں معلوم کہ ان کے درمیان کیابات ہوئی کہ وہ (ابن عباسؓ) اپنالباس جھاڑتے ہوئے آئے۔ وہ کہہ رہے تھے: وائے ہو اور تف ہو ان لوگوں پر۔ یہ لوگ ایک ایسی ہستی کے بارے میں جسارت کرتے ہیں جس کی دس ایسی فضیلتیں ہیں جو کسی اور کے لیے نہیں ہیں۔۔۔ یہاں تک کہ بولے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑا اٹھایااور اسے علی، فاطمہ، حسن اور حسین پر ڈال دیا اور فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

ھ۔ حضرت واثلۃ ابن الاسقع

طبری نے اس آیت کی تفسیر میں، احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت امام بخاری و مسلم کی شرائط کی رو سے صحیح ہے۔ اسے بیہقی نے اپنی سنن میں، طحاوی نے مشکل الآثار میں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں روایت کی ہے۔ طبری نے ابو عمار سے یوں نقل کی ہے:

إني لجالس عند واثلة بن الأسقع إذ ذكروا علياً فشتموه، فلمّا قاموا قال: اجلس حتى أخبرك عن هذا الذي شتموا، إني عند رسول الله صلى الله عليه (وآله) وسلم إذ جائه علي و فاطمة و حسن و حسين، فألقى عليهم كساء له ثم قال: اللّهم هؤلاء أهل بيتي۔ اللّهم أذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهيراً۔

میں واثلہ بن اسقع کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت علیؑ کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے علی کی شماتت کی۔ جب وہ چلے گئے تو (واثلہ نے) کہا: بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہیں اس شخص کے بارے

میں بتائوں جس کی ان لوگوں نے شماتت کی ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت علی، فاطمہ، حسن اور حسین آئے۔ آپؐ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اے اللہ! ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔[1]

اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اسد الغابۃ میں شداد بن عبد اللہ سے مروی ہے:

قال سمعت واثلة ابن الأسقع وقد جيء برأس الحسين فلعنه رجل من أهل الشام ولعن أباه، فقام واثلة و قال: و الله لا أزال أحبّ عليّاً و الحسن و الحسين و فاطمة (عليهم السلام) بعد أن سمعت رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم يقول فيهم:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا[2]

جب حسین کا سر (مبارک) لایا گیا تو ایک شامی نے آپ اور آپ کے پدر بزرگوار پر لعن کیا۔ تب واثلہ اٹھے اور میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا: خدا کی قسم! میں علی، حسن، حسین اور فاطمہ (علیہم السلام) سے اس دن کے بعد سے ہمیشہ محبت رکھتا ہوں، جس دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

---

[1] طحاوی کی مشکل الآثار ۱:۳۴۶، طبری کی تفسیر، آیت کے ذیل ۲۲:۶۔ مسند احمد ۴:۱۰۷ میں، انہوں نے اپنی کتاب میں لفظ شتموہ (سبّ کیا) اور وہذا الذی شتموہ کو حذف کیا ہے۔ مجمع الزوائد ۹:۱۶۷، مستدرک حاکم ۲:۴۱۶ اور ۳، ۱۴۷، سنن بیہقی ۲:۱۵۲ اور۔۔۔ (بقیہ اگلے صفحے پر) تفسیر ابن کثیر ۳:۴۸۴ اور ابن عساکر ۵:۱،۱۶ آ۔

[2] اسد الغابۃ ۲:۲۰۔ امام حسن (ع) کے حالات زندگی۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی روایت ہوئی ہے۔ اسے مسند احمد، تفسیر طبری اور مشکل الآثار نے نقل کیا ہے۔ مسند احمد میں شہر بن حوشب سے مروی ہے:

سمعت أم سلمة زوج البنی صلی الله علیه (وآله) و سلم حین جاء نعی الحسین بن علی فلعنت أهل العراق فقالت: قتلوه قتلهم الله غرّوه و ذلوه لعنهم الله فانی رأیت رسول الله صلی الله علیه (وآله) و سلم إلی قولها فاجتبذ کساء اً خیبریاً فلفّه النبی صلی الله علیه (وآله) و سلم علیهم جمیعاً و قال: اللّٰهم أهل بیتی أذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً[1]

جب حسین بن علی کی شہادت کی خبر آئی تو میں نے نبیصلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی زوجہ ام سلمہ کو اہل عراق پر لعنت کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہی تھیں: انہوں نے آپ کو شہید کیا۔ اللہ انہیں قتل کرے۔ انہوں نے آپ (حسینؑ) کو دھوکہ دیا اور آپ کی تحقیر کی۔ خدا ان (اہل عراق) پر لعنت کرے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کو دیکھا۔۔۔ یہاں تک کہ بولیں: آپؐ نے ایک خیبری چادر لی اور اسے ان پر ڈال دیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔

و۔ علی بن الحسین السجاد علیہما السلام

آیت شریفہ کی تفسیر میں طبری، ابن کثیر اور سیوطی نے روایت کی ہے کہ علی ابن الحسین (علیہما السلام) نے ایک شامی سے فرمایا:

---

[1] ہم نے یہاں حدیث کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پوری حدیث اُم سلمہؓ کو مسند احمد میں ۲۹۸:۶ پر تفسیر طبری ۲۲:۶، مشکل الآثار ۱: ۳۳۵ پر، ابن عساکر ۵ حصہ اول ص ۱۴۱ اَ، پر بیان کیا ہے۔

أما قرأت فی احزاب:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا

قال: ولأنتم هم؟

قال: نعم ا؎

کیاتونے سورۂ احزاب میں نہیں پڑھا:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا

شامی نے کہا: کیا ان سے مراد آپ لوگ ہیں؟

فرمایا: ہاں۔

یہ پورا واقعہ الخوارزمی میں یوں مذکور ہے:

أنه لما حُمل السجاد مع سائر سبایا أهل البیت إلی الشام بعد مقتل سبط رسول الله الحسین، و أوقفوا علی مدرج جامع دمشق فی محل عرض السبایا، دنا منه شیخ و قال: الحمد لله الذی قتلکم و أهلککم و أراح العباد من رجالکم و أمکن أمیرالمؤمنین منکم فقال له علی بن الحسین: یا شیخ! هل قرأت القرآن؟ قال: نعم۔ قال: أقرأت هذه الآیة: قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی۔۔۔ ۲؎

قال الشیخ: قرأتها:

قال: و قرأت قوله تعالی: وَ اٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّهٗ۔۔۔ ۳؎

ا؎ تفسیر طبری ۲۲:۷۔ ابن کثیر ۴۸۶:۳۔ الدر المنثور ۱۹۹:۵ ۲؎ :الشوری:۲۳

۳؎ بنی اسرائیل:۲۶

وقوله تعالیٰ: وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی۔۔۔[1]

قال الشیخ نعم۔

فقال: نحن واللہ القربیٰ فی ھذہ الآیات، وھل قرأت قولہ تعالیٰ:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

قال نعم۔

قال: نحن أھل البیت الذی خُصّصنا بآیۃ التطھیر۔

قال الشیخ: باللہ علیک أنتم ھم؟

قال: وحقّ جدّنا رسول اللہ إنّا لنحن ھم من غیر شکّ فبقی الشیخ ساکتاً نادماً علی ما تکلّم بہ، ثم رفع رأسہ إلی السماء وقال: اللّھم إنی أتوب الیک من بغض ھؤلاء، وإنی أبرأ الیک من عدوّ محمد وآل محمد من الجن والإنس۔[2]

جب نواسۂ رسول حسین کو قتل کرنے کے بعد دیگر اسیروں کے ساتھ سجاد (ع) کو شام لے جایا گیا اور جامع مسجد دمشق کی دہلیز پر اسیروں کو نمائش کے لیے روکا گیا تو ایک عمر رسیدہ شخص آپ کے نزدیک آیا اور بولا: خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں قتل اور ہلاک کیا اور اللہ کے بندوں کو تمہارے مردوں سے نجات ملی اور امیر المؤمنین (یزید) کو تمہارے اوپر فتحیاب کیا۔ علی بن الحسین نے ان سے فرمایا: اے شیخ! کیا تونے قرآن پڑھا ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

فرمایا: کیا تونے یہ آیت پڑھی ہے؟

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔۔۔

---

[1] انفال: ۴۱ [2] مقتل الخوارزمی ۲: ۶۱ ط نجف

(اے رسول) کہدے مجھے کوئی اجر رسالت نہیں چاہیے سوائے میرے قریبی رشتہ داروں سے محبت اور موٗدت کے۔

بوڑھے نے کہا: ہاں میں نے اسے پڑھا ہے۔

فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا ہے :وَ اٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ: اور رشتہ دار کو اس کا حق دے دو؟

کیا تو نے اللہ کے اس فرمان کو بھی پڑھا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی---

اور جان لو کہ تم جو کچھ کماتے ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول رشتہ دار اور۔۔۔۔ کا ہے؟

اس شخص نے کہا: ہاں، اسے بھی پڑھا ہے۔

(امام نے) فرمایا: ان آیات میں ذوالقربیٰ سے مراد ہم ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالی کے اس فرمان کو بھی پڑھا ہے؟

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

کہا: ہاں اسے بھی پڑھا ہے۔

فرمایا: ہم ہی وہ اہل بیتؑ ہیں جن کی شان میں خاص طور پر آیت تطہیر اتری ہے۔

اس بوڑھے نے کہا: آپ کو خدا کا واسطہ! کیا آپ لوگ ہی وہ ہستیاں ہیں؟

فرمایا: ہمارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی قسم، وہ ہم ہی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

پس وہ شخص اپنی گستاخی پر پشیمان ہو کر گم سم اور خاموش رہا۔ پھر اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا:

اے اللہ! میں ان ہستیوں کے ساتھ بغض و کینہ سے توبہ کرتا ہوں اور بے شک میں محمد و آل محمدؐ کے دشمنوں سے، خواہ وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے برائت کا اظہار کرتا ہوں۔

یہاں ہم حدیث کساء سے متعلق انہی روایات کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں۔[1] جو لوگ قرآن سے تمسک کرنا چاہتے ہیں اور اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہی کافی ہے:

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَہٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ہُوَ شَہِیۡدٌ [2]

بے شک اس میں ہر صاحب دل کے لیے عبرت کا سامان ہے جو کان لگا کر سنے اور (اس کا دل) حاضر رہے۔

☆☆☆☆☆

---

[1] اس بارے میں اور بھی احادیث مذکور ہیں جن کا ہم نے یہاں ذکر نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو: اسد الغابۃ ج ۳ ص ۴۱۳، عطیہ کے حالات زندگی میں، الاصابۃ ۳:۴۸۹، تاریخ بغداد، ۱۰:۲۷۸، روایت حکیم بن سعید تفسیر طبری، ۲۲:۵، مسند احمد کی دیگر روایات ۶:۳۰۴، اسد الغابۃ، ۲:۱۲، نیز ۴:۲۹ اور مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۰۷، ۲۰۶، محب طبری کی ذخائر العقبیٰ ص ۲۱، الاستیعاب ۲:۴۶۰ اور ابن عساکر ۵/۱/۱۳۔۱۶۔

[2] ق:۳۷۔

آیت تطہیر

مکتب اہل بیت (ع) کے مصادر وماخذ میں

شان نزول اور حدیث کساء

۱۔ام المومنین ام سلمہؓ کی روایت

الف۔شہر بن حوشب سے روایت ہے:

أتیت أم سلمة زوجة النبی صلی اللہ علیه (وآله) و سلم لأسلّم علیها، فقلت: أما رأیتِ هذہ الآیة یا أم المؤمنین!

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

قالت: أنا و رسول اللہ (ص) علی منامة لنا تحت کساء خیبری، فجائت فاطمة علیها السلام و معها الحسن و الحسین علیهما السلام، فقال: أین ابن عمك؟ قالت: فی البیت۔ قال: فاذهبی فادعیه۔ فقالت: فدعوته، فأخذ الکساء من تحتنا فعطفه، فأخذ جمیعه بیدہ فقال: اللّهم هؤلاء أهل بیتی فأذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً، وأنا جالسة خلف رسول اللہ فقلت: یا رسول اللہ بأبی أنت و أمی فأنا؟ قال: إنك علی خیر۔ و نزلت هذہ الآیة:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

فی النبی صلی اللہ علیه و آله و سلم و علی و فاطمة و الحسن و الحسین علیهم السلام۔[۱]

---

[۱] تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی ۱۲۱۔ تفسیر مجمع البیان ۸:۳۵۶۔ بحار الانوار ۳۵:۲۱۳

میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ کے پاس انہیں سلام کرنے آیا۔ میں نے عرض کیا: اے ام المومنین! اس آیت سے مراد کون لوگ ہیں؟

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

ام سلمہ فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے بستر پر تھے۔ ہمارے اوپر ایک خیبری چادر تھی۔ اتنے میں فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو لے کر حاضر ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (فاطمہ (س) سے) فرمایا: آپ کے ابن عم (علیؑ) کہاں ہیں؟

عرض کیا: گھر میں ہیں۔

فرمایا: آپ جائیں اور انہیں بلالائیں۔

فرماتی ہیں: پس میں نے انہیں بلا لیا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمارے نیچے سے وہ چادر اٹھائی، اس کو تہ کیا اور اسے مکمل طور پر اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں خوب پاک و پاکیزہ بنا۔ اس وقت میں رسول اللہؐ کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اور میں۔۔؟ آپؐ نے فرمایا: تم خیر پر ہو۔ تب یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

اس روایت کی دوسری سند

یہ روایت آنحضرتؐ، علی، فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام کے بارے میں دوسری سند کے ساتھ بھی حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہوئی ہے۔ انہوں (ام سلمہؓ)[1] نے فرمایا:

فی بیتی نزلت ھذہ الآیۃ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

و ذلك أن رسول الله جلّلهم[2] فی مسجده[3] بکساء ثم رفع یده فنصبها علی الکساء وهو یقول: اللّٰهم إن هؤلاء أهل بیتی فأذهب عنهم الرجس کما أذهبت عن آل اسماعیل و اسحاق و یعقوب، و طهرهم من الرجس کما طهرت آل لوط و آل عمران و آل هارون۔ قلت: یا رسول الله لا أدخل معکم ؟ قال: إنك علی خیر و إنك من أزواج النبی۔ قالت بنته: سمّیهم یا أمة۔ قالت: فاطمة و علی و الحسن و الحسین علیهم السلام۔

یہ آیت:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

میرے گھر میں نازل ہوئی۔ وہ اس طرح سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں ان پر ایک چادر ڈال دی۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اسے چادر پر رکھ کر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما، جس طرح تو نے آل اسماعیل، اسحاق اور یعقوب سے دور کیا ہے اور ان کو رجس و

---

[1] تفسیر فرات: ۱۲۶۔ بحار الانوار ۳۵: ۲۱۵ [2] جللهم بالثوب: غطّاهم به یعنی ڈھانپ لیا

[3] لعلّ الراوی أراد أن الرسولؐ کان فی ”مصلاہ“ بدار أمّ سلمة۔

پلیدی سے پاک وپاکیزہ قرار دے، جیسا کہ تونے آل لوط، آل عمران اور آل ہارون کو پاک کیا ہے۔ میں (ام سلمہؓ) نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ داخل نہ ہو جاؤں؟ فرمایا: تم خیر پر ہو۔ تم ازواج نبیؐ میں سے ہو۔

ان کی بیٹی نے کہا: امی جان! ان کے نام بتائیں؟ ام سلمہؓ نے کہا: فاطمہ، علی، حسن اور حسین علیہم السلام۔

ب۔ ابو عبد اللہ جدلی[1] کی روایت

وہ کہتے ہیں:

دخلت علی عائشة فقلت: أین نزلت هذه الآیة:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

قالت: نزلت فی بیت أم سلمة، قالت أم سلمة: لو سألت عائشة لحدّثتك ان هذه الآیة نزلت فی بیتی، قالت: بینما رسول الله إذ قال: لو كان أحد یذهب فیدعولنا علیّاً و فاطمة و ابنیها، قال: فقلت: ما أحد غیری، قالت: قد قنعت فجئت بهم جمیعاً، فجلس علی بین یدیه، وجلس الحسن و الحسین عن یمینه و شماله، و اجلس فاطمة خلفه، ثم تجلل بثوب خیبری ثم قال: نحن جمیعاً الیك فأشار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثلاث مرّات: الیك لا إلی النار۔ ذاتی و عترتی أهل بیتی من لحمی و دمی۔ قالت أم سلمة: یا رسول الله أدخلنی معهم، قال: یا أم سلمة إنك من صالحات أزواجی، فنزلت هذه الآیة:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

---

[1] تفسیر فرات: ۱۲۴۔ بحار الانوار ۳۵: ۲۱۵

میں نے عائشہؓ کے پاس جا کر کہا: یہ آیت

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

کہاں نازل ہوئی تھی؟ (حضرت عائشہؓ نے) کہا: حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ ام سلمہؓ نے کہا: اگر تم عائشہؓ سے سوال کرو تو وہ بتائیں گی کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ (ام سلمہؓ نے) کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، اس وقت آپؐ نے فرمایا: کوئی جا کر علی، فاطمہ اور ان کے بیٹوں (علیہم السلام) کو میرے پاس بلا لائے۔ کہا: میں نے عرض کی: میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (ام سلمہؓ نے) کہا: میں نے چہرے پر مقنعہ (پردہ) رکھا اور (جا کر) انہیں جمع کر کے لے آئی۔ پس علیؑ آپؐ کے سامنے بیٹھ گئے، حسن اور حسین (علیہما السلام) آپؐ کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور فاطمہ (س) کو آپؐ نے اپنے پیچھے بٹھایا۔ پھر آپؐ نے خیبری چادر اوپر ڈال دی۔ اس کے بعد فرمایا: (اے اللہ!) ہم سب تیری طرف آئیں گے، رسول اللہؐ نے تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تیری طرف آئیں گے، آگ (دوزخ) کی طرف نہیں۔ میں خود، میری عترت یعنی میرے اہل بیتؑ جو میرے گوشت اور میرے خون کا حصہ ہیں۔ اس وقت حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے بھی ان میں شامل کیجیے۔ فرمایا: اے ام سلمہ! تم میری نیک ازواج میں سے ہو۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

ج۔ حضرت ام سلمہؓ کے غلام عبد اللہ بن معین کی روایت

عن عبد الله بن معين مولى أم سلمة أنها قالت: نزلت هذه الآية في بيتها:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

أمرني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أن أرسل إلى علي و فاطمة والحسن والحسين عليهم السلام فلما أتوه اعتنق عليا بيمينه والحسن بشماله والحسين على بطنه

وفاطمة عند رجليه ثم قال: ''اللّهم هؤلاء أهلي وعترتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً'' قالها ثلاث مرّات، قلت: فأنا يا رسول الله ﷺ فقال: إنك على خيرإن شاء الله۔

حضرت ام سلمہ کے غلام عبد اللہ بن معین سے مروی ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا کہ یہ آیت ان کے گھر میں نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ کسی کو بھیج کر علی، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) کو بلواؤں۔ جب وہ آئے تو دایاں ہاتھ علیؑ کی گردن میں اور بایاں ہاتھ حسنؑ کی گردن میں ڈال دیا۔ نیز حسینؑ کو اپنے شکم مبارک سے لگا لیا اور اور فاطمہ (س) کو اپنی دونوں ٹانگوں کے پاس رکھا۔ پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ اور میری عترت ہیں۔ ان سے رجس و پلیدی کو دور فرما اور انہیں خوب پاک و پاکیزہ بنا دے۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہ بات کی۔ میں (ام سلمہؓ) نے عرض کی: یارسول اللہؐ! پس میرا کیا بنے گا؟ فرمایا: انشاء اللہ تم خیر پر ہو۔

---

[1] امالی الشیخ ۱:۲۷۰۔ بحار الانوار ۳۵:۲۰۹

د۔ دعبلؒ کے بھائی کی روایت

اس نے حضرت امام رضا(ع) سے، آپؑ نے اپنے آباء(ع) سے، انہوں نے علی بن الحسین علیہا السلام سے اور انہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا:

نزلت هذه الآية في بيتي و في يومي، و كان رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم عندي، فدعا عليّا و فاطمة و الحسن و الحسين عليهم السلام، وجاء جبرئيل فمدّ عليهم كساءً، ثم قال: اللّهم هؤلاء أهل بيتي، اللّهم أذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهيراً، قال جبرئيل: و أنا منكم يا محمد ﷺ فقال النبي صلى الله عليه و آله و سلم: و أنت منّا يا جبرئيل، قالت أم سلمة: فقلت: يا رسول الله و أنا من أهل بيتك ﷺ و جئت لأدخل معهم. فقال: كوني مكانك يا أم سلمة إنك على خير، أنت من ازواج نبي الله. فقال جبرئيل: اقرأ يا محمد:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

في النبي و علي و فاطمة و الحسن و الحسين عليهم السلام۔[1]

یہ آیت میرے گھر میں، میری باری کے دن نازل ہوئی، جب رسول اللہ میرے پاس تشریف رکھتے تھے۔ پس آپ نے علی فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا۔ پھر جبرائیل آئے۔ پس آپؐ نے انہیں ایک چادر اوڑھادی پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ اے اللہ! ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔ جبرائیل نے عرض کیا: یا محمد! کیا میں بھی آپ لوگوں میں شامل ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اے جبرائیل آپ ہم میں سے ہیں۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں:

---

[1] امالی الشیخ ۲۳۵۔ بحار الانوار ۳۵:۲۰۸

میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں آپ کے اہل بیت میں شامل ہوں؟ میں آئی تا کہ ان کے ساتھ چادر کے اندر داخل ہو جائوں۔ فرمایا: اے ام سلمہ! تم اپنی جگہ رہو۔ تم خیر پر ہو۔ تم اللہ کے نبی کی ازواج میں سے ہو۔

تب جبرائیلنے عرض کیا: اے محمد! پڑھیے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

یہ آیت نبی، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

۲۔ حسین بن علی علیہما السلام کی روایت

جناب زید بن علی نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے امام حسین (ع) سے روایت کی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم في بيت أم سلمة، فأتي بحريرة، فدعا علياً و فاطمة و الحسن و الحسين عليهم السلام فأكلوا منها، ثم جلّل عليهم كساء خيبرياً، ثم قال:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

فقالت أم سلمة رضي الله عنها: وأنا معهم يا رسول الله، قال: أنت إلى خير۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ حریرہ نامی غذا حاضر کی گئی۔ آنحضرت نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا اور سب نے حریرہ تناول فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ایک خیبری چادر انہیں اوڑھادی اور اس آیت کی

---

[1] کنز جامع الفوائد: ۲۰۳۔۲۰۴، بحار الانوار ۲۵: ۲۱۳۔

تلاوت فرمائی: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے رسول خدا! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا: تم تو خیر کے راستے پر ہو۔

حریرۃ نامی غذا کا ذکر صرف اس روایت میں ہوا ہے۔

۴۔ ابو سعید خدریؓ کی روایت

الف۔ ابو سعید خدریؓ قول خداوندی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

أُنزلت فی محمد و أهل بیته حین جمع رسول الله علیاً و فاطمة و الحسن و الحسین، ثم أدار علیهم الکساء، ثم قال: اللّهم هؤلاء أهل بیتی فأذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً۔ وکانت أم سلمة قائمة بالباب، فقالت: یا رسول الله و أنا منهم ﷺ فقال: وأنتِ علی خیر۔[۱]

یہ آیت شریفہ محمد اور آپ کے اہل بیت کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب رسول خدا نے علی فاطمہ حسن اور حسین کو جمع فرمایا پھر ان کے اوپر چادر ڈال دی اور فرمایا: پروردگارا! یہ میرے اہل بیت ؑہیں۔ پس ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ بنا دے۔ اس وقت ام سلمہ دروازے کے ساتھ کھڑی تھیں۔ پس وہ بولیں: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا: تم خیر کی راہ پر ہو۔

---

[۱] فضائل ابن شاذان ص۹۹۔ بحار الانوار ۳۵: ۲۱۲۔ ۲۱۳

ب۔ عطیہ کی روایت

عطیہ عوفیؒ کہتے ہیں: سألت أبا سعید الخدری عن قوله تعالیٰ:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

قال: نزلت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم و علی و فاطمة و الحسن و الحسین علیھم السلام۔ [1]

میں نے ابو سعید خدری سے قول خداوندی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۴۔ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت

فی قوله تعالی: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

قال: نزلت هذه الآیة فی رسول الله و علی بن أبی طالب و فاطمة والحسن والحسین علیهم السلام و ذلك فی بیت أم سلمة زوجة البنی صلی الله علیه و آله و سلم ۔ دعا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم علیاً و فاطمة و الحسن و الحسین علیهم السلام ثم ألبسهم كسائً له خیبریاً، و دخل معهم فیه ثم قال: اللّهم إذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً فنزلت هذه الآیة، فقالت أم سلمة: وأنا معهم یا رسول الله ﷺ قال: أبشری یا أم سلمة فإنك إلی خیر۔ [2]

---

[1] بحار الانوار ۳۵:۲۰۸ [2] بحار الانوار ۳۵:۲۰۶

حضرت امام امام باقر علیہ السلام نے آیت شریفہ:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی بن ابی طالب، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کی شان میں اتری ہے۔ یہ واقعہ زوجہ رسول ام سلمہؓ کے گھر میں پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا، پھر انہیں اپنی خیبری چادر اوڑھادی اور آپؐ خود بھی ان کے ساتھ چادر کے اندر داخل ہوگئے اور فرمایا: پرودگارا! رجس اور پلیدی کو ان سے دور فرما اور انہیں پاک و پاکیزہ بنا دے۔

تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ام سلمہ نے کہا: اے رسول خدا! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا: اے ام سلمہ! تجھے خوش خبری ہو کہ تو خیر کی راہ پر ہو۔

آیت کے نزول کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقدامات

۱۔ ابو سعید خدریؓ کی زبانی

قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأتی باب علی أربعین صباحاً حیث بنی بفاطمة فیقول: السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاته أهل البیت

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

أنا حربٌ لمن حاربتم و سلمٌ لمن سالمتم۔[۱]

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں: حضرت فاطمہ (س) کی شادی کے

---

[۱] تفسیر فرات: ۱۲۲۔ بحار الانوار ۳۵: ۲۰۸

بعد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، علیؑ کے دروازے پر چالیس روز تک صبح کے وقت تشریف لاتے اور فرماتے رہے: اے اہل بیت! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

جس نے تم لوگوں سے جنگ کی، اس سے میری جنگ ہے۔ جن لوگوں سے تمہاری صلح و صفائی ہے، ان کے ساتھ میں بھی صلح وصفائی کی راہ اختیار کروں گا۔

۲۔ ابوالحمراء کی زبانی

قال: خدمت رسول الله تسعة أشهر أو عشرة أشهر، فأما التسعة فلست أشك فيها، و رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم يخرج من طلوع الفجر فيأتي باب فاطمة و علي و الحسن و الحسين عليهم السلام فيأخذ بعضادتي الباب، فيقول: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته، الصلاة يرحمكم الله، قال: فيقولون: و عليكم السلام و رحمة الله و بركاته يا رسول الله، فيقول رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا [1]

راوی کہتا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو یا دس ماہ خدمت کی۔ البتہ نو ماہ کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ رسول اللہ (ص) طلوع فجر کے وقت باہر تشریف لاتے اور فاطمہ، علی، حسن اور حسین علیہم السلام کے دروازے پر آ کر دروازے کی دونوں چوکھٹوں پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ نماز (کا وقت ہو گیا ہے) وہ جواباً کہتے تھے: اے رسول خدا! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

---

[1] تفسیر فرات: ۱۲۳۔ بحار الانوار ۳۵: ۲۱۴

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

یہ واقعہ ابوالحمراء سے دیگر الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے۔ بعض روایات میں لفظ اخذ بعضادتی الباب آیا ہے۔[1]

۳۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی زبانی

عن الحارث، عن علی علیہ السلام قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأتینا کل غداۃ فیقول: الصلاۃ رحمکم اللہ الصلاۃ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا[2]

حارث نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر صبح ہمارے پاس شریف لاتے اور فرماتے تھے: نماز! خدا تم پر رحمت نازل کرے، نماز!

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

۴۔ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی زبانی

عن أبیہ علیہ السلام۔ أی السجاد علیہ السلام۔ فی قولہ عزوجل: وَأْمُرْ اَہْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْہَا[3] قال: نزلت فی علی وفاطمۃ والحسن والحسین علیہم السلام، کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأتی باب فاطمۃ

---

[1] امالی الشیخ ۱:۲۵۷۔ بحار الانوار ۳۵:۲۰۹۔ کشف الحق علامہ حلی ۱:۸۸۔ العمدۃ لابن بطریق ۱۶:۲۳

[2] مجالس المفید:۱۸۸۔ امالی الشیخ:۵۵۔ بحار الانوار ۳۵:۲۰۸ [3] طہ:۱۳۲

كل سحرة فيقول: السلام عليكم أهل البيت و رحمة الله وبركاته، الصلاة يرحكم الله

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا [1]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار یعنی امام سجاد علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: وَ أۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا

کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر صبح فاطمہ (س) کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے تھے: السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نماز! خدا تم پر رحمت نازل کرے۔

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا

وَ أۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا کی تفسیر [2] میں فرات قمی نے کہا ہے:

فان الله أمره أن يخص أهله دون الناس، ليعلم الناس أن لأهل محمد صلى الله عليه وآله وسلم عند الله منزلة خاصة ليست للناس، إذ أمرهم مع الناس عامة ثم أمرهم خاصة، فلما أنزل الله تعالىٰ هذه الآية كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يجيء كل يوم عند صلاة الفجر حتى ياتى باب على و فاطمة و الحسن و الحسين عليهم السلام فيقول: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته- فيقول على و فاطمة و الحسن و الحسين

---

[1] کنز الافوائد: ۱۶۱۔ ۱۶۲، ۱۷۸۔ بحار الانوار ۲۵: ۲۲۰

[2] تفسیر فرات القمی ص ۵۳۰۔ ۵۳۱

عليهم السلام: و عليك السلام يا رسول الله و رحمة الله وبركاته۔ ثم يأخذ بعضادتی الباب و يقول: الصلاة، الصلاة يرحمكم الله

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

فلم يزل يفعل ذلك كل يوم إذا شهد المدينة حتى فارق الدنيا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو حکم دیا تھا کہ اپنے اہل بیتؑ کو دوسروں کے مقابلے میں خاص اہمیت دیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اہل بیت محمد کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں اللہ کے نزدیک خاص منزلت و مقام حاصل ہے۔ کیونکہ نماز کے بارے میں دیگر لوگوں کے ساتھ انہیں بھی حکم دیا پھر خصوصیت کے ساتھ اہل بیتؑ کو دوبارہ حکم دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ (ص) ہر روز فجر کی نماز کے وقت علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے تھے: السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام جواباً فرماتے تھے: وعلیک السلام یا رسول اللّٰہ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ اس کے بعد آپؐ گھر کے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر فرماتے تھے: الصلاۃ الصلاۃ یرحمکم اللہ نماز، نماز۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

آپ جب بھی مدینے میں ہوتے، ہر روز ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

ابو الحمراء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ (ص) کو ایسا کرتے ہوئے مشاہدہ کیا ہے۔[۱]

---

۱ بحار الانوار ۳۵:۲۰۷

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار (امام باقر علیہ السلام) سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقف عند طلوع کل فجر علی باب علی و فاطمۃ علیهم السلام فیقول: الحمد لله المحسن المجمل المنعم المفضل، الذی بنعمته تتمّ الصالحات، سمع سامع بحمد الله و نعمته وحسن بلائه[۱] عندنا، نعوذ بالله من النار، نعوذ بالله من صباح النار، نعوذ بالله من مساء النار، الصلاۃ یا أهل البیت

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۲؎

رسول اللہ (ص) ہر طلوع فجر کے وقت علی اور فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر رک جاتے اور فرماتے تھے: حمد و ستائش ہے اللہ کی جو احسان کرنے والا، زینت بخشنے والا، نعمت بخشنے والا اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔ جس کی نعمت سے اعمال صالح انجام پاتے ہیں۔ سب سننے اور دیکھنے والے ہماری ستائش کو سن لیں اور ہمارے حق میں اس کی نعمتوں اور نیک آزمائش کا مشاہدہ کریں۔ ہم جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم پناہ مانگتے ہیں جہنم کی صبح

۱؎ بحار الانوار ۳:۷۳ ۳۶۔

۲؎ نہایۃ ابن اثیر ج ۲ ص ۱۸۱۔ ۱۸۲ پر مادہ سمع کے بارے میں مرقوم ہے: حدیث میں آیا ہے سمع، سامع بحمد اللہ وحسن بلائہ علینا۔ یعنی سننے والے سن لیں اور گواہی دینے والے گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہماری ستائش ہے ان نعمتوں اور احسانات پر جن سے اس نے ہمیں نوازا ہے۔ نعمتوں کی نیک آزمائش پر (گواہی دیں) تاکہ واضح ہو جائے کہ ہم شکر کرنے والے ہیں اور اگر یہ آزمائش مشکلات و مصائب کی ہو تو ہم سے صبر و شکیبائی کا اظہار ہو۔

کے عذاب سے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں جہنم کی شام کے عذاب سے۔ اے اہل بیت! نماز۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

حضرت ابو سعید خدریؓ نے بھی روایت کی ہے:

لما نزلت هذه الآية كان رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم يأتي باب فاطمة و علي تسعة أشهر وقت كل صلاة فيقول: الصلاة يرحمكم الله

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نو ماہ تک فاطمہ اور علی علیہا السلام کے دروازے پر ہر نماز کے وقت تشریف لاتے اور فرماتے تھے: خدا تم پر رحم کرے۔ نماز!

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

نیز روایت ہوئی ہے کہ امام محمد باقر (ع) نے فرمایا:

أمر الله تعالى أن يخصّ أهله دون الناس ليعلم الناس أنّ لأهله عند الله منزلة ليست للناس، فأمرهم مع الناس عامة و أمرهم خاصّة۔[1]

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو یہ امر فرمایا تھا کہ اپنے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلے میں خصوصی اہمیت دیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام کو اللہ کے نزدیک ایسا مقام حاصل ہے جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں۔ اسی لیے انہیں دوسروں کے ساتھ (نماز کا) حکم دینے کے علاوہ خصوصی طور پر بھی نماز کا حکم دیا ہے۔

----

[1] بحار الانوار ۲۵:۲۱۲۔ مجمع البیان طبرسی ۷:۳۷

علامہ مجلسیؒ[1] فرماتے ہیں: ابن عقدہ نے اسے اپنی اسناد کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام اور دوسروں مثلاً ابی برزہ اور ابی رافع[1] وغیرہ سے روایت کی ہے۔

یہ حدیث امام جعفر الصادق سے دیگر الفاظ کے ساتھ بھی روایت ہوئی ہے۔[2]

اس آیت شریفہ وَأْمُرْ أَهْلَكَ۔۔۔ کی تفسیر میں اسی قسم کے اور بیانات بھی وارد ہوئے ہیں۔

اس آیت سے اہل بیت (ع) کے فضائل پر استدلال کرنے والے علماء

۱۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع)[3]

جعفر بن محمد (ع) نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا:

قال علی بن أبی طالب علیه السلام: إن الله عزوجل فضلنا أهل البیت، و کیف لا یکون کذلك و الله عزو جل یقول فی کتابه:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

فقد طهرنا من الفواحش ما ظهر منها و ما بطن، فنحن علی منهاج الحق۔

علی بن ابی طالب (ع) نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ہم اہل بیت کو فضیلت بخشی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

---

[1] بحار الانوار ۲۵:۲۱۲ [2] تفسیر الفرات:۱۲۶۔

[3] کنز الفوائد ۲۳۶۔ بحار الانوار ۲۵:۲۱۳۔۲۱۴

پس بے شک اللہ نے ہمیں ظاہری اور پوشیدہ برائیوں سے پاک فرمایاہے، پس ہم حق کے راستے پر ہیں۔

۲۔امام حسن بن علی علیہما السلام

امام حسن علیہ السلام نے آیت تطہیر سے درج ذیل دو مواقع پر استدلال فرمایاہے:

الف۔ جس دن آپؑ کے والد گرامی کی شہادت کے بعد آپؑ کی بیعت کی گئی۔اس دن آپؑ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

أيها الناس من عرفنى فقد عرفنى، و من لم يعرفنى فأنا الحسن بن على، وأنا ابن البشير النذير الداعى إلى الله بإذنه و السراج المنير، أنا من أهل البيت الذى كان ينزل فيه جبرائيل و يصعد، و أنا من أهل البيت الذين أذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهيراً۔[۱]

اے لوگو! جس نے مجھے پہچانا سو پہچانا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا وہ جان لے کہ میں حسن بن علی ہوں۔ میں بشیر و نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کے اذن سے اس کی طرف دعوت دینے والے کا فرزند ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جو روشنی کے چراغ تھے۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں جہاں جبرائیل نازل ہوتے تھے اور جہاں سے وہ آسمان کی طرف جاتے تھے۔ میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن سے خدا نے رجس اور پلیدی کو دور کیاہے اور ان کو پاک و پاکیزہ بنایاہے۔

ب۔معاویہ کے ساتھ صلح کے موقع پر

اس دن آپؑ نے معاویہ کے بعد خطاب کیا اور فرمایا:

و أقول معشر الخلائق فاسمعوا، و لكم أفئدة و أسماع فعوا،

---

[۱] بحار الانوار ۲۵:۲۱۴، ۴۳:۳۶۱۔۳۶۲۔ کنز الفوائد:۲۳۶و۲۳۸

إنا بيت أكرمنا الله بالاسلام و اختارنا و اصطفانا و اجتبانا فأذهب عنا الرجس و طهرنا تطهيراً، و الرجس هو الشك، فلا شك فی الله الحق و دينه أبداً، و طهرنا من كل أفن و غية مخلصين إلى آدم نعمة منه الى قوله: وقد قال الله تعالیٰ:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

فلما نزلت آية التطهير جعلنا رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم أنا و أخی و أُمی و أبی فجلّلنا و نفسه فی كساء لأم سلمة خيبرى، و ذلك فی حجرتها ويومها فقال: اللّٰهم هؤلاء أهل بيتی، و هؤلاء أهلی و عترتی فأذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهيراً، فقالت أم سلمة (رض): أدخل معهم يا رسول الله ﷺ قال لها رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم: يرحمك الله أنت على خير و إلى خير و ما أرضانی عنك و لكنها خاصة لی و لهم۔ ثم مكث رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم بعد ذلك بقية عمره حتى قبضه الله إليه، يأتينا فی كل يوم عند طلوع الفجر فيقول: الصلاة يرحمكم الله،

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [1]

اے لوگو! جو میں کہ رہا ہوں اسے سن لو اور دل کے کان کھول کر سنو اور سمجھو۔ ہم وہ گھرانہ ہیں جنہیں اللہ نے اسلام کے ذریعے کرامت بخشی۔ اس نے ہمیں برگزیدہ کیا، ہم سے رجس وپلیدی کو دور کیا اور ہمیں پاک وپاکیزہ قرار دیا۔ رجس سے مراد شک ہے۔ پس ہم اللہ اور اس کے دین کے بارے میں شک نہیں کرتے۔ اس نے ہمیں شک سے پاک کیا ہے۔ اس نے ہماری

---

[1] بحار الانوار ۱۰:۱۴۱۔۱۴۲۔ امالی ابن شیخ ۱۰:۱۴

نسل کو آدم تک ہر قسم کے عقلی نقص، برائی اور گمراہی سے پاک کیا ہے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

پس جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نےمجھے، میرے بھائی کو میری مادر گرامی کو، میرے پدر بزرگوار کو اور اپنے آپؐ کو ام سلمہؓ کی خیبری چادر کی نیچے جمع کیا۔ وہ دن ام سلمہؓ کا دن تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ یہ میرے گھر والے ہیں، یہ میری عترت ہیں۔ پس ان سے رجس اور پلیدی کو دور فرما! اور انہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔ پس ام سلمہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے فرمایا: خدا آپ پر رحمت نازل کرے، آپ خیر کی راہ پر ہیں اور خیر کی طرف ہی ہیں اور آپ ایسی ہیں کہ میں آپ سے راضی ہوں، لیکن یہ (چادر اور آیت تطہیر) تو میرے اور ان کے ساتھ مختص ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی باقی ماندہ ساری عمر ہمارے پاس ہر روز طلوع فجر کے وقت تشریف لاتے اور فرماتے رہے: نماز۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے (اور فرماتے تھے:)

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا۔

۳۔ حضرت ام سلمہؓ

تفسیر فرات، الخصال، الامالی (صدوق) اوربحار الانوار میں ایک حدیث منقول ہے جسے ہم تفسیر فرات سے نقل کرتے ہیں۔ اس کتاب میں عمرۃ ہمدانی افعی کی بیٹی سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا:

أنت عمرة؟ قالت: نعم، قالت عمرة: ألا تخبرینی عن هذا الرجل الذی أُصیب بین ظهرانیكم فمحب و مبغض؟ قالت ام سلمة: فتحبینه؟ قالت: لا أحبه و لا أبغضه ترید علیاً قالت ام سلمة: أنزل الله تعالی

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

و ما فی البیت إلا جبرائیل و میكائیل و محمد و علی و فاطمة و الحسن و الحسین علیهم السلام و أنا، فقلت: یا رسول الله أنا من أهل البیت؟ فقال: من صالح نسائی۔ یا عمرة! فلوكان قال: نعم،كان أحب إلیَّ مما تطلع علیه الشمس۔[1]

کیا تم عمرہ ہو؟ کہا: جی ہاں۔ عمرہ نے کہا: کیا آپ مجھے اس شخص کے بارے میں بتائیں گی جو ہمارے درمیان قتل ہوا ہے؟ کچھ لوگ اسے چاہتے ہیں اور کچھ لوگ اس کے ساتھ بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ ام سلمہ نے کہا: کیا تم اس کے ساتھ محبت رکھتی ہو؟ کہا: نہ میں اسے چاہتی ہوں اور نہ ہی اس سے بغض رکھتی ہوں۔ کیا اس سے تیری مراد علی ہے؟

ام سلمہؓ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

تو گھر میں جبرائیل، میکائیل، محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام

---

[1] تفسیر فرات:۱۲۶۔ دو روایات ہیں۔ ایک یہی ہے اور خصال کے ساتویں باب میں ح ۱۱۳۔ کنز الفوائد:۲۳۷۔ بحار الانوار ۲۵:۲۱۴و۳۵:۲۰۹۔ امالی صدوق:۲۱۹۔

اور میرے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں بھی اہل بیتؑ میں شامل ہوں؟ فرمایا: تم میری نیک عورتوں میں سے ہو۔

اے عمرہ! اگر (رسول اللہ) فرماتے کہ ہاں (تم بھی اہل بیتؑ میں سے ہو) تو یہ میرے لیے ہر اس شے سے زیادہ پسندیدہ ہوتا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

۴۔ امام سجاد علی بن الحسین علیہما السلام

شیخ صدوق کی الامالی، طبرسی کی الاحتجاج، اللہوف اور بحارالانوار میں مذکور روایت الامالی کے الفاظ میں کچھ یوں ہے:

لما أدخل سبایا أهل البیت إلی الشام فأُقیموا علی درج المسجد حیث یقام السبایا و فیهم علی بن الحسین علیه السلام و هو یومئذ فتی شاب، فأتاهم شیخ من أهل الشام فقال لهم: الحمد الله الذی قتلکم و أهلککم، و قطع قرن الفتنة فلم یألوا عن شتمهم، فلمّا انقضی کلامه، قال له علی بن الحسین: أما قرأت کتاب الله عزو جلّ؟ قال: نعم، قال: أما قرأت هذه الآیة: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى[1]

قال: بلی، قال: فنحن أولئك۔ ثم قال: أما قرأت

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ[2]

قال: بلی، قال: ''فنحن هم، فهل قرأت هذه الآیة:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

قال: بلی، قال: فنحن هم۔ فرفع الشامی یده إلی السماء

---

[1] الشوریٰ:۲۳ [2] الاسراء:۲۶

ثم قال: اللّهم إني أتوب اليك ثلاث مرّات اللّهم إني أبرأ اليك من عدو آل محمد و من قتلة أهل بيت محمد، لقد قرأت القرآن فما شعرت بهذا قبل اليوم۔[1]

جب اہل بیتؑ کے اسیروں کو شام میں داخل کیا گیا تو انہیں مسجد کی دہلیز پر روکے رکھا گیا جہاں اسیروں کو کھڑا رکھا جاتا تھا۔ ان اسیروں میں علی بن الحسین علیہما السلام بھی تھے۔ اس وقت آپ جوان تھے۔ اس دوران اہل شام کا ایک (عمر رسیدہ) شخص آیا اور ان سے کہنے لگا: حمد و ثناء ہے خدا کے لیے، جس نے تمہیں قتل اور نابود کیا اور فتنے کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ اس نے اس طرح سبّ و شتم کی انتہا کر دی۔ جب اس کی ہرزہ سرائی ختم ہوئی تو علی بن الحسین نے فرمایا: کیا تو نے اللہ کی کتاب کی تلاوت کی ہے؟ کہا: کیوں نہیں! فرمایا: کیا تم نے اس آیت کی تلاوت کی ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔۔

کہدیجیے کہ میں تم سے اجر رسالت میں کوئی چیز نہیں مانگوں گا مگر میرے خویش اقارب سے محبت و مودّت۔

کہا: ہاں میں نے یہ آیت بھی پڑھی ہے۔

فرمایا: قربیٰ سے مراد ہم ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی:

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ ۔۔۔۔ خویش اقارب کا حق ادا کر۔

کہا: کیوں نہیں یہ آیت بھی پڑھی ہے۔

فرمایا: اس سے مراد ہم ہی ہیں۔

کیا تم نے اس آیت کو پڑھا ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

---

[1] امالی صدوق المجلس ۳۱ح ۳۔ احتجاج طبرسی: ۱۵۷۔ اللھوف سید بن طاؤوس اور بحار الانوار ۴۵: ۱۵۶ و ۱۶۶۔

کہا: کیوں نہیں یہ بھی پڑھی ہے۔

فرمایا: اس سے مراد بھی ہم ہی ہیں۔

شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کہا: خدایا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اس جملے کو تین بار دہرایا۔

پروردگارا! میں آل محمدؐ کے دشمنوں اور آل محمدؐ کے قاتلوں سے منہ موڑ کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور ان سے برائت اختیار کرتا ہوں۔ میں قرآن تو پڑھتا تھا لیکن آج تک قرآن کو سمجھ نہیں سکا تھا۔

۵۔ زید بن علی بن الحسین ؑ

ابو الجارود نے کہا: زید بن علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا:

یزعمون إنما أراد الله بهذه الآیة أزواج النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقد کذبوا وأثموا، وأیم الله لو عنی بها أزواج النبی صلی الله علیه و آله و سلم لقال: لیذهب عنکن الرجس ویطهرکن تطهیراً، و لکان الکلام مؤنثاً کما قال: وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ۔۔[۱] وَ لَا تَبَرَّجۡنَ[۲] لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔۔۔[۳]

یہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد نبی ﷺ کی ازواج ہیں۔ بے شک یہ جھوٹے اور گناہگار ہیں۔ خدا کی قسم! اگر اللہ کی مراد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواج ہوتیں تو وہ لیذهب عنکن الرجس و یطهرکن تطهیراً فرماتا۔ یعنی جمع مونث مخاطبہ کی ضمیر لاتا جیسا کہ فرمایا ہے:

وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ۔۔۔ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ۔۔۔ اور لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔۔۔

---

[۱] احزاب: ۳۴۔ [۲] احزاب: ۳۳۔ [۳] احزاب: ۳۲۔

حصہ دوم

الکوثر فی تفسیر القرآن سے اقتباس

مولف

محسن علی نجفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تشریح کلمات:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

اس آیۂ شریفہ میں سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہاں اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

اھل: یہاں خود قرآنی استعمالات کا ذکر کرتے ہیں کہ لفظ اہل کن معنوں میں استعمال ہوا ہے:

I - **زوجہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا: وَ سَارَ بِاَہۡلِہٖۤ ۔۔۔ (۲۸ قصص:۲۹) یہاں اہل سے مراد زوجۂ موسیٰ علیہ السلام ہے۔ قَالَتۡ مَا جَزَآءُ مَنۡ اَرَادَ بِاَہۡلِکَ سُوۡٓءًا---- (۱۲یوسف:۲۵) یہاں اہل سے مراد عزیز مصر کی زوجہ ہے۔

ii- **خاندان:** جس میں اولاد و ازواج دونوں شامل ہیں۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّا مُنَجُّوۡکَ وَ اَہۡلَکَ اِلَّا امۡرَاَتَکَ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ۔ (۲۹ عنکبوت:۳۳)

iii- **قریبی رشتہ دار اور قبیلہ کے افراد:** اس معنی میں فرمایا: وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہٖ ۔ (۴النساء:۳۵) وَ شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنۡ اَہۡلِہَا (۱۲یوسف:۲۶)

پہلی آیت میں اہل سے مراد زن و شوہر کے رشتہ دار ہیں۔ دوسری آیت میں عزیز مصر کے رشتہ دار ہیں۔ کہتے ہیں جس نے یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی تھی وہ عزیز مصر کا بھانجا یا چچازاد بھائی تھا۔

iv- **اولاد:** جیسا کہ ارشاد ہے: فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّ اٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَ مِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ ۔۔۔ (۲۱انبیاء:۸۴) یہاں اہل سے مراد اولاد ہے۔ چنانچہ ایوب علیہ السلام کو دوگنی اولاد دی گئی۔

۷- **صاحب عمل:** کسی عمل کے انجام دینے والے کو بھی اہل کہتے ہیں۔ جیسے اہل الکتاب، اہل علم : وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔۔۔۔ (۳۵: فاطر: ۴۳)

بیت: عربی محاورے میں انسان جس چیز کی پناہ میں ہوتا ہے اسے بیت کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے حسب ونسب کو بیوت کہتے ہیں اور بیوتات العرب کہہ کر انساب مراد لیتے ہیں۔

(مجمع البیان ذیل آیہ)

لسان العرب میں آیا ہے: بیت العرب شرفھا۔ بیت العرب سے شرف العرب مراد لیتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: البیت من بیوتات العرب الذی یضم شرف القبیلۃ کآل حصن الفزاریین --عرب بیوتات کا محاورہ قبائلی شرافت کے بیان کے لیے ہوتا ہے۔

ان استعمالات سے یہ بات سامنے آگئی کہ لفظ اَھْلَ کے مطلق استعمال سے معنی ومطلب کا تعین نہیں ہوتا۔ جب یہ لفظ بیت کی طرف اضافہ ہوگا (اھل البیت) توگھر کے اندر رہنے والے سب افراد شامل ہوں گے خواہ وہ اس گھر کے نوکر ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا لفظ اھل کے دائرہ استعمال کی وسعت کے پیش نظر ہر استعمال کے ساتھ ایک قرینہ ہوتا ہے جس سے اس کے اطلاق کی تقیید ہوجاتی ہے۔

یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ معنی کے تعین کے لیے ان استعمالات میں سے ایک استعمال کو پیش کیا جائے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ قرآن میں ایک دو جگہ اھل سے مراد زوجہ لی گئی ہے لہٰذا یہاں بھی زوجات ہی مراد ہیں، جیسا کہ بعض اہل قلم ایسا کرتے ہیں۔ اس طرز استدلال کا لازمہ یہ ہوگا کہ اگر ایک دو جگہ اھل کا لفظ زوجہ کے لیے استعمال ہوا ہے، ہر جگہ اس لفظ سے زوجہ ہی مراد ہو، اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

اَهْلَ الْبَيْتِ کون ہیں؟

قرآن میں ایک تعبیر مختلف معانی میں استعمال ہوتی ہے تو ان معانی میں سے ایک معنی کے تعیّن کے لیے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں گے جن کے قلب پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کسی آیت کی کوئی تشریح نہ آئی ہو تو ہم سیاق وسباق و دیگر علامات کی طرف رجوع کریں گے۔

واضح رہے قرآن کی تفسیر و تشریح کے لیے سیاق و سباق پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدم ہے چونکہ سیاق و سباق سے مطلب ظاہراً اور سنت رسولؐ سے صراحتاً سمجھا جاتا ہے- فتقدم السنة علی السیاق تقدم النص علی الظهور۔

نیز اگر قرآن، سنت نبوی کے بغیر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو بقول بعضے قرآن اس کشتی کی مانند ہو کر رہ جائے گا جس کا ناخدا نہ ہو۔

ہم نے بہت سے مقتدر مفسرین کو دیکھا ہے کہ وہ ایک ضعیف ترین روایت کی وجہ سے قرآن کی صریح نص کے خلاف جاتے ہیں۔ ایک مثال پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں: سورۂ انعام کی ان آیات کو پڑھیے:

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

(۶:انعام:۲۵_۲۶)

"اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں پھر بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ یہ (کافر) آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑتے ہیں، کفار کہتے ہیں: یہ تو بس قصہ ہائے پارینہ ہیں۔ اور یہ (لوگوں کو) اس سے روکتے ہیں اور (خود بھی) ان سے دور رہتے ہیں اور وہ صرف اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں مگر اس کا شعور نہیں رکھتے۔"

ان آیات میں وَ هُمۡ یَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ میں وَ هُمۡ کی ضمیر صریحاً ان مشرکین کی طرف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑتے ہیں لیکن بعض مفسرین اس ضمیر کو اس شخصیت کی طرف لوٹاتے ہیں جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کی ہے۔ یعنی قرآن کی اس صراحت کے خلاف بعض مفسر حضرات یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ وَ هُمۡ سے مراد حضرت ابو طالب علیہ السلام ہیں جب کہ وَ هُمۡ کی ضمیر اس چیز کی طرف جاتی ہے جو اس سے پہلے لفظاً یا حکماً مذکور ہو۔ اس سے پہلے مشرکین کا لفظ مذکور ہے۔ ان کی طرف ضمیر کا جانا نص صریح ہے۔ اس کے باوجود ایک مجہول راوی حبیب بن ابی ثابت اور دیگر صحیح روایات کے ساتھ متصادم روایت کی بناپر قرآن کی اس صراحت کے خلاف جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ قرآن کی نص صریح کے خلاف کسی روایت کو قرآن کے ساتھ متصادم تصور کیا جائے گا اور اس روایت کو رد کیا جائے گا۔ اگر کوئی روایت نص کے نہیں، ظاہر قرآن کے خلاف ہے تو اس صورت میں اگر اس ظہور کے خلاف سنت ثابتہ موجود ہے تو ہم قرآن کے سیاق و سباق اور دیگر ظہور سے ہاتھ اٹھائیں گے لیکن روایت ضعیف ہونے کی صورت میں ہم قرآنی ظہور کے خلاف نہیں جائیں گے۔

آیۂ تطہیر میں تین باتیں ہمارے پیش نظر ہیں: ایک یہ کہ اَهۡلَ کے معانی میں سے ایک معنی کے تعین کے لیے سنت ثابتہ پر مشتمل دلیل کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ دوسری یہ کہ آیت میں سیاق و سباق اگر ہے تو اس بارے میں سنت ثابتہ کی طرف رجوع کرنا ہو گا کہ کیا سنت ثابتہ سیاق کے مطابق ہے یا نہیں۔ تیسری بات خود سیاق کے بارے میں بحث ہو گی۔

i۔ ہم اَهۡلَ الۡبَیۡتِ میں معنی مقصود کے تعین کے لیے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حدیث چونکہ مفسر قرآن ہے تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ملے گی کہ اهل البیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین علیہما السلام ہیں۔ اس حدیث کو اہل سنت نے چالیس طرق سے اور شیعہ نے کم سے کم تیس طرق سے روایت کیا ہے۔ ائمہ

اہل بیت علیہم السلام کا تو اس پر اجماع ہے۔ یہاں ہم چند ایک طرق کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

i- حضرت ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں: یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کو بلایا اور ان پر کساء ڈال دی پھر فرمایا: اللھم ھؤلاء اھل بیتی- "اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت۔"

حضرت ام سلمہؓ کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں بھی اہل البیت میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا: انك علی خیرانك من ازواج النبی۔ "تم خیر پر ہو تم ازواج نبی میں ہو۔"

اس مضمون کی حدیث مختلف لفظوں میں درج ذیل نو شخصیات نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے:

الف۔ عطا بن یسار - ملاحظہ ہو المستدرك۔

ب۔ شہر بن حوشب - ملاحظہ ہو المعجم الکبیر، تفسیر طبری ذیل آیہ۔

ج۔ ابو سعید خدری - دیکھیے تفسیر طبری، مشکل الآثار۔

د۔ ابو ھریرۃ - رجوع ہو: تفسیر طبری۔

ھ۔ ابو لیلیٰ ملاحظہ ہو مسند احمد بن حنبل حدیث ۲۶۵۵۱۔

و۔ حکیم بن سعد - ملاحظہ ہو المعجم الکبیر ۲۳: ۳۲۷

ز۔ عبد اللہ بن وھب ابن زمعہ ملاحظہ ہو تفسیر طبری ذیل آیہ۔

ک- عمرۃ الھمدانیۃ- ملاحظہ ہو مشکل الآثار۔

ل۔ والد عطیہ طفاوی - ملاحظہ ہو مسند احمد بن حنبل ۶: ۳۰۴۔

ii- **سعد بن ابی وقاص**۔ ان کی روایت ملاحظہ ہو سنن نسائی ۵: ۱۰۷۔ مستدرک ۲: ۱۱۷ حدیث نمبر ۴۵۷۵

iii- حضرت ام المومنین عائشہؓ۔ ان کی روایت ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ذیل آیہ۔

iv۔ عمر بن ابی سلمہ۔ ملاحظہ ہو سنن ترمذی۔

v۔ ابو سعید خدری۔ ان کی روایت میں نہایت صراحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ھذہ الایۃ فی خمسۃ فیّ و وفی علی و حسن و حسین و فاطمہ- یہ آیت پنجتن کی شان میں ہے۔ یعنی میرے اور علی اور حسن و حسین و فاطمہ کی شان میں ہے۔

ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ذیل آیہ۔ تفسیر ابن ابی حاتم ذیل آیت۔

vi- عبد اللہ بن عباس۔ ان کی روایت ملاحظہ ہو سنن نسائی ۵: ۱۱۲ حدیث ۸۴۰۹

vii- الامام حسن علیہ السلام- آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہ اہل بیت ہیں جن کی شان میں اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ۔۔۔ نازل ہوئی۔

ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ذیل آیہ- المعجم الکبیر طبرانی ۳: ۹۳۔

viii- امام حسین علیہ السلام۔ آپؑ نے ایک شامی سے فرمایا: کیا تو نے سورۂ احزاب میں اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ کیا وہ آپ لوگ ہیں؟ فرمایا: ہاں۔

ix۔ وائلہ بن اسقع۔ ملاحظہ ہو مصنف ابی شیبہ حدیث ۳۲۱۰۳۔ مسند احمد بن حنبل ۴: ۱۰۷

x۔ عبد اللّٰہ بن جعفر۔ ملاحظہ ہو المستدرک ۳: ۱۴۸

xi۔ حضرت براء بن عازب۔ المعجم الکبیر طبرانی ۲۳:۳۹۶۔ حدیث نمبر ۹۴۷۔ اس روایت میں آیا ہے: ھؤلاء عترتی و اھلی۔

xii- ابوالحمرا بلال بن حارث مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- مسند ابی شیبہ صفحہ ۲۳۲ حدیث ۲۰۷۔ ۲۲۷

xiii- انس بن مالک- مسند احمد بن حنبل ۱۰۹:۳

xiv- زینب بنت ام سلمہ۔ المعجم الکبیر طبرانی ۲۴: ۲۸۱۔ حدیث ۷۱۳

xv- معقل بن یسار- سنن ترمذی باب مناقب اھل بیت -

مخالف روایات

صحیح السند متعدد طرق سے ثابت ہے کہ آیۂ تطہیر پنجتن علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ چند ایک متروک السند روایات کا بھی ذکر آتا ہے جو ان صحیح السند روایتوں کے خلاف ہیں۔ ان کا بھی ذکر ضروری ہے:

۱۔ **عکرمہ**: حضرت ابن عباس کا غلام۔ اس بات کا قائل تھا کہ یہ آیت صرف ازواج کی شان میں ہے۔ یہاں تک وہ بازاروں میں اعلان کرتا تھا: لیس بالذی تذھبون الیہ انما ھو نساء النبی۔ تمہارا نظریہ درست نہیں ہے بلکہ یہ نبی کی ازواج کی شان میں ہے۔

چنانچہ عکرمہ کا اعلان بتاتا ہے کہ اس زمانے میں سب لوگوں کا نظریہ تھا کہ یہ پنجتن علیہم السلام کی شان میں ہے۔

عکرمہ کون ہے؟ یہ حضرت عبد اللہ بن عباس کا غلام اور خارجی تھا اور مغربی عرب میں خارجیت کو اسی نے رواج دیا ہے۔ (تھذیب التھذیب ۷:۲۶۷) قابل توجہ بات یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، امام مالک اور مصعب الزبیری نے کہا ہے: وہ صفریہ خوارج میں سے تھا۔ اسی نے مغربی عرب میں خوارج کے عقائد پھیلائے (سیر اعلام

النبلاء ۳: ۳٦٢٠)۔ خوارج کا فرقہ صفریہ تمام غیر خوارج کو کافر سمجھتا ہے لہٰذا عکرمہ، خارجی المذہب ہونے کے اعتبار سے اہل بیت علیہم السلام کا بدترین دشمن تھا۔

اس نے عبد اللہ بن عباس کا غلام ہونے سے فائدہ اُٹھا کر جھوٹی روایات ان کی طرف منسوب کیں یہاں تک کہ ضرب المثل بن گیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن عمر اپنے غلام نافع اور سعید المسیب اپنے غلام بر د سے کہتے تھے: لا تکذب علیّ کما کذب عکرمة علی بن عباس۔ (تھذیب التھذیب ۷: ٢٦٧) میری طرف جھوٹی نسبت نہ دو جس طرح عکرمہ نے ابن عباس کی طرف نسبت دی ہے۔

حتیٰ کہ حضرت ابن عباس کے صاحبزادے علی بن عبد اللہ نے عکرمہ کو اصطبل کے دروازے پر باندھ کر رکھا تھا۔ عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا تم اپنے غلام کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو۔ جواب میں کہا: ان ھذا یکذب علی ابی۔ یہ میرے والد کی طرف جھوٹی نسبت دیتا ہے۔(تھذیب التھذیب ۷: ٢٦٨)

اسی لیے اصحاب رجال نے اسے کذاب، خبیث، قلیل العقل کہا ہے۔ ملاحظہ ہو تھذیب التھذیب ۷: ٢٦٧۔ جب عکرمہ مر گیا تو اس کا جنازہ اٹھانے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ چار کرایے کے لوگوں سے اُٹھوایا گیا۔ ملاحظہ ہو سیر اعلام النبلاء صفحہ ۳۴۔

دوسرا راوی مقاتل بن سیلمان ہے۔ اس کے بارے میں اصحاب رجال کے یہ الفاظ ہیں: فاسق فاجر ہے۔ خارجة اسے جائز القتل سمجھتے تھے۔ وکیع اسے کذاب کہتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ١٠: ٢٨٠۔٢٨١) نسائی نے اسے مشہور کذابوں میں شمار کیا ہے۔

(وفیات الاعیان ۷: ٢٦٨)

٢۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ آیۂ تطہیر ازواج کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اس روایت کے راویان میں بعض مجہول ہیں اور بعض کا کتب رجال اور جرح و تعدیل میں کوئی ذکر تک نہیں ہے اور بعض راوی کذاب ہیں۔ اس روایت کے راویان ابا یحییٰ الحمانی اور خصیف کے بارے میں تہذیب التہذیب ۶: ۱۲۰، الکاشف ۱: ۲۸۰ ملاحظہ ہو۔

جب کہ عبد اللہ بن عباس کی صحیح السند روایت میں کہا ہے کہ آیۂ تطہیر پنجتن علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا اصحیح السند روایت کے مقابلے میں ان ضعیف اور مجہول الحال و کذاب راویوں کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۳۔ واثلہ بن اسقع کی روایت: واثلہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ جملہ بھی آیا ہے: واثلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کیا میں بھی اہل بیت میں شامل ہوں؟ تو فرمایا: وانت من اھلی۔ ہاں تو بھی میرے اہل بیت میں سے ہے۔

(تفسیر طبری ذیل آیہ)

اولاً تو واثلہ کی وہ روایت ہمارے سامنے ہے جس میں یہ آخری جملہ نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو المستدرک ۳: ۱۴۷۔ السنن الکبری ۲: ۱۵۲۔ مسند احمد ۴: ۱۰۷ ثانیاً خود واثلہ بن اسقع کی شخصیت ان کی چند ایک دیگر روایات سے سامنے آتی ہے۔

واثلہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الامناء عند اللہ ثلاثۃ: انا و جبرئیل و معاویۃ۔ (اللئالی المصنوعۃ ۱: ۴۱۷)

اللہ کے نزدیک امین تین ہیں: میں، جبرئیل اور معاویہ۔

۴۔ ام المومنین ام سلمہؓ کی ایک روایت کے آخر میں آیا ہے: ام سلمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ مجھے بھی ان کے ساتھ شامل کیجیے تو رسول اللہؐ نے فرمایا: انك من اھلی تو بھی میرے اہل بیت میں شامل ہے۔ (تفسیر طبری ذیل آیہ)

یہ روایت اس کے راویان موسیٰ بن عقوب اور خالد بن مخلد کی وجہ سے قابل اعتنا نہیں ہیں۔

یہ روایت ان صحیح السند روایات کے خلاف ہے جس میں حضرت ام سلمہؓ کو اہل کساء میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ملی تھی لہٰذا قابل توجہ نہیں ہے۔

۵۔ اسید الساعدی کی روایت: اس روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہؐ نے ابن عباس اور اپنے اوپر ایک چادر ڈال دی پھر فرمایا:

یا رب ھذا عمی و صنوابی وھؤلاء اھل بیتی فاسترھم من النار کسترتی ایاھم بملاءتی ھذہ فامنت اسکفۃ الباب وحوائط البیت فقال آمین وھی ثلاثا۔

(الصواعق المحرقہ : ۱۴۴)

اے مالک! یہ میرے چچا، میرے والد کے بھائی ہیں یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو آتش سے ایسے چھپالے جیسا کہ میں نے اپنی چادر سے چھپایا ہے۔ دروازے کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین مرتبہ آمین کہا۔

اس روایت کی سند میں واقع رجال میں محمد بن یونس الکدیمی جعلی حدیث بنانے میں ماہر کذاب ہے۔ (دلائل النبوۃ بیہقی ۶:۷۱)

ایک اور سند سے بھی یہ روایت آئی ہے جس کی سند میں عبد اللہ بن عثمان ہے جس کے بارے میں ماہرین رجال کہتے ہیں: یروی احادیث مشتبھۃ یہ مشتبہ احادیث بیان کرتا ہے۔ (لسان المیزان ۳:۳۶۸) دیگر بعض نے اسے منکر الحدیث، بعض نے مجہول کہا ہے۔ (تھذیب ۵:۳۷۲)

سب سے اہم یہ کہ اس قسم کی ضعیف روایتیں ان معنوی تواتر سے ثابت احادیث کے خلاف ہیں جن سے اھل البیت کا تعین ہوتا ہے۔

مفہوم حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کساء (چادر) کو ایک احاطہ اور چار دیواری کی شکل دینے کے بعد اس میں موجود افراد کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا: "اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی۔" "اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت۔"

اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قولاً وعملاً اہل بیت کا تعین فرمایا۔

چادر کے احاطے میں لیے بغیر اگر اشارہ فرماتے تو بہت سے لوگ اپنے آپ کو بھی مشار الیہ سمجھنے لگ جاتے کہ ہم بھی تو گھر میں موجود تھے۔ لہٰذا گھر کے اندر ایک گھر بنایا، پھر فرمایا: ھولاء اھل بیتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملے سے ہم بھی وہی سمجھیں گے جو ازواج نے سمجھا ہے۔ اگر کساء (چادر) کی احاطہ حد بندی نہ ہوتی اور چادر کے باہر موجود افراد بھی اہل بیت میں شامل ہوتے تو یہ افراد چادر کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کرتے۔ اس خواہش کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس سے اہل بیت کا تعین واضح ہو جاتا ہے۔

۱۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا:

انك من ازواج النبی۔ (مشکل الآثار ۱: ۲۳۳۔ تفسیر ابن کثیر جامع الاصول ۱۰: ۱۰۰۔ الدر المنثور ۵: ۱۹۸). تمہارا شمار ازواج نبی میں ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری روایت کے مطابق ام سلمہؓ سے فرمایا:

انت علی یمکانك انت علی خیر۔ "تم اپنی جگہ رہو۔ تو خیر پر ہے۔"

۳۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں عائشہؓ نے کہا:

فدنوت منهم فقلت: یا رسول الله و انا من اهل بیتك ﷺ فقال صلی الله علیه و سلم تنحی فانك علی خیر۔ (تفسیر ابن کثیر ذیل آیت)

جب رسول اللہ نے هؤلاء اهل بيتى فرمایا تو میں نزدیک چلی گئی اور عرض کیا: کیا میں بھی آپ کے اہل بیت میں شامل ہوں؟ حضور نے فرمایا: ایک طرف ہو جا۔ تو خیر پر ہے۔

ازواج کے اہل بیت میں شامل نہ ہونے کے بارے میں جو بات آج کل کے اہل قلم کے لیے مسلم ہے وہ حضرت عائشہؓ کے لیے مسلم نہیں ہے اور سوال کرنے پر حضور نے تنحی ایک طرف ہو جاؤ فرما کر بات واضح فرمائی۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کون لوگ ہیں؟ کیا ان سے مراد ان کی ازواج ہیں؟ انہوں نے کہا:

"لا، وايم الله ان المراة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الى ابيها و قومها، اهل بيته اهله و عصبته الذين حرموا الصدقة بعده۔

(صحیح مسلم باب فضائل علی)

نہیں اللہ کی قسم! بیوی تو ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر اسے طلاق دی جاتی ہے تو اپنے باپ اور قوم کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ ان کے اہل بیت ان کے اہل اور قبیلہ کے رشتہ دار ہیں جن پر ان کے بعد صدقہ حرام ہے۔

مسند احمد ۵: ۲۹۲ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: میں نے بھی داخل ہونے کے لیے چادر اٹھائی تو حضور نے چادر میرے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا: انك على خير۔

۴۔ اس سے زیادہ صراحت حضرت ام سلمہؓ کی اس خواہش میں ہے۔ فرماتی ہیں:

فقلت يا رسول الله انا من اهل البيت فقال: ان لك عند الله خيراً فوددت انه قال نعم فكان احب الى مما تطلع الشمس و تغرب۔ (مشكل الآثار ۱:۲۳۶)

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی اہل بیت میں شامل ہوں؟ فرمایا: تیرے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے۔ ام سلمہ فرماتی ہیں: میری خواہش تھی کہ آپ ہاں فرمادیں۔ تب یہ بات میرے لیے ہر اس چیز سے بہتر تھی جس پر سورج طلوع اور غروب کرتا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کے اس جملے میں ان لوگوں کا جواب ہے جو انت علی خیر کا یہ مفہوم لیتے ہیں: تم تو ہو ہی خیر پر۔

یہ لوگ کہتے ہیں:

ان میں سے بعض روایات میں جو یہ بات آئی ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو نبی نے اس چادر کے نیچے نہیں لیا جس میں حضورؐ نے ان چاروں اصحاب کو لیا تھا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضورؐ نے ان کو اپنے گھر والوں سے خارج قرار دیا تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیویاں تو اہل بیت میں شامل تھیں ہی، کیونکہ قرآن نے انہی کو مخاطب کیا تھا لیکن حضورؐ کو اندیشہ ہوا کہ ان دوسرے اصحاب کے متعلق ظاہر قرآن کے لحاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ اہل بیت سے خارج ہیں۔ اس لیے آپؐ نے تصریح کی ضرورت ان کے حق میں محسوس فرمائی، نہ کہ ازواج مطہرات کے حق میں۔۔۔(تفہیم القرآن)

۵۔ ان سب سے زیادہ صراحت براء بن عازب کی روایت میں ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا:

ھؤلاء عترتی و اھلی فاذھب عنھم الرجس۔ یہ ہیں میری عترت اور اہل ان سے پلیدی کو دور فرما۔ (ملاحظہ ہو المعجم الکبیر طبرانی ۲۳:۳۹۶ حدیث نمبر ۹۴۷۔ کامل ابن عدی ۷: ۳۳۴ راوی نمبر ۱۱۶۶۳ھ)

اس حدیث نے کسی قسم کی تاویل و توجیہ کے لیے گنجائش ختم کر دی چونکہ اہل بیت کو عترت کے ساتھ مربوط کرنے کی صورت میں غیر عترت ان میں شامل نہیں ہیں۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں وہ صراحت موجود ہے جس کے بعد منکر کے علاوہ کسی اور کے لیے توجیہ و تاویل کا کوئی جواز نہیں ہے۔ فرمایا:

نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فیّ وفی علی وحسن وحسین وفاطمہ انما یرید اللہ۔۔۔

یہ آیت پانچ ہستیوں کی شان میں ہے۔ میری، علی، حسن اور حسین اور فاطمہ کی شان میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ذیل آیت۔ تفسیر طبری ذیل آیہ۔ الدر المنثور ۵: ۱۹۸۔ تفسیر ابن ابی حاتم ذیل آیہ۔)

۷۔ عبد اللہ بن جعفر کی روایت میں آیا ہے: اللّٰھم ھؤلاء آلی فصل علی محمد وآل محمد۔ اے اللہ! یہ میری آل ہیں۔ محمد اور آل محمد پر درود بھیج۔ (ملاحظہ ہو المستدرک ۲:۱۴۷۔قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد۔)

دو اہم دلائل: آیت تطہیر کے تحت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ازواج کے شامل نہ ہونے پر گزشتہ احادیث کی روشنی میں دو اہم دلائل اور موجود ہیں:

پہلی دلیل: پہلی دلیل احادیث میں موجود وہ جملے ہیں جن میں ازواج کو دور، اپنی جگہ رہنے کا حکم دیا گیا اور صریح لفظوں میں اہل بیت علیہم السلام کا تعین فرمایا۔

پہلا جملہ: تنحیّ ایک طرف ہو جاؤ ہے۔ حافظ ابن کثیر نے امام احمد بن حنبل سے روایت کی ہے: جب حضورؐ علی اور حضرت فاطمہ، ام سلمہ کے ہاں گھر میں داخل ہونا چاہتے تھے اس موقع پر حضورؐ نے حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا: قومی فتنحی عن اھل بیتی۔ اٹھو میرے اہل بیت سے ایک طرف ہو جاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر ذیل آیت)

حضرت عائشہؓ خود روایت کرتی ہیں: میں قریب گئی اور کہا: اے رسول اللہ! کیا میں بھی آپ کے اہل بیت میں شامل ہوں؟ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: تنحی فانك علی خیر۔ تم ایک طرف ہو جاؤ۔ تم خیر پر ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ذیل آیت)

دوسرا جملہ: انتِ من ازواج النبی۔ تیرا شمار ازواج نبی میں ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ نے حضورؐ سے سوال کیا: کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو ازواج نبی سے ہے۔ یعنی اہل بیت سے نہیں ہے۔

(تفسیر ابن کثیر و تفسیر طبری)

تیسرا جملہ: اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی و خاصتی: اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد۔

متعدد مصادر میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات علی، فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو کساء کے نیچے بٹھا کر فرمایا: اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد۔ (تفسیر طبری ذیل آیت۔ تفسیر ابن ابی حاتم ذیل آیت)

چوتھا جملہ: مکانک جہاں ہو، وہیں رہو۔ حضرت ام سلمہؓ کی چند ایک روایات میں یہ جملہ آیا ہے کہ جب ام سلمہؓ نے کساء میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مکانک جہاں ہو، وہیں رہو۔ یعنی اہل بیت میں شامل ہونے کی توقع نہ رکھو۔ (تفسیر طبری۔ تفسیر قرطبی)

پانچواں جملہ: فوددت انه قال نعم فکان احب الی مما تطلع الشمس و تغرب۔ حضرت ام سلمہؓ کی ایک روایت میں آیا ہے:

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی اہل بیت سے ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان لك عند الله خیراً- تیرے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میری خواہش تھی آپ ہاں فرمائیں۔ تب یہ بات میرے لیے ہر اس چیز سے بہتر تھی جس پر سورج طلوع اور غروب کرتا ہے۔

چھٹا جملہ: ھؤلاء عترتی و اھلی۔ حضرت براء بن عازب کی روایت میں ہے کہ اصحاب کساء کو کساء میں جمع کرنے کے بعد فرمایا: ھؤلاء عترتی و اھلی۔ یہ میری عترت اور میرے اہل ہیں۔ ظاہر ہے عترت کی تعبیر کے بعد ازواج کی اہل بیت میں شمولیت کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت براء بن عازب کی روایت ملاحظہ ہو: المعجم الکبیر طبرانی ۳۹۶:۲۳ حدیث نمبر ۹۴۷ وغیرہ۔

ساتواں جملہ: اللھم ھولاء آلی۔ اے اللہ یہ میری آل ہیں۔ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن جعفر کی ہے۔ ملاحظہ ہو المستدرک ۲: ۱۴۷۔ مؤلف نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ آل محمد کون ہیں اسے سمجھنے کے لیے آل ابراہیم کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ چونکہ درود میں آل محمد کو آل ابراہیم کے ساتھ مقرون کیا گیا ہے۔ اللّٰھم صلی علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم۔

آٹھواں جملہ: فجذبہ من یدی: رسولؐ نے چادر میرے ہاتھ سے کھینچ لی۔ حضرت ام سلمہؓ کی ایک روایت میں یہ جملہ مذکور ہے۔ چنانچہ آپ فرماتی ہیں: فرفعت الکساء لا دخل معھم فجذبہ من یدی وقال: انك علی خیر۔ (مسند احمد ۳: ۲۹۲ اور ۳۲۳)

میں نے چادر اٹھائی تاکہ میں بھی ان میں داخل ہو جاؤں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر میرے ہاتھ سے کھینچ لی اور فرمایا تم خیر پر ہو۔

دوسری دلیل: انتہائی قابل توجہ ہے۔ اپنے اہل بیت کے تعین کے لیے ممکنہ تمام اہتمامات کے ساتھ نص صریح قائم فرمانے کے بعد مستقبل بعید پر نگاہ رکھنے والے رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو مزید راسخ کرنے کے لیے ایک حکمت عملی اختیار فرمائی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے:

ششماہہ دورانیہ:

وہ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مدت تک روزانہ ہر نماز کے وقت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے اور فرماتے:

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته اهل البیت! اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

۱۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں: میں نو ماہ تک رسول اللہؐ کے ساتھ یہ دیکھتا رہا کہ آپؐ ہر نماز کے وقت دروازہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر جا کر اسی آیت کی تلاوت کرتے رہے۔ (الدر المنثور ۵:۳۷۸)

۲۔ ابو برزہ راوی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سترہ ماہ تک نماز پڑھتا رہا ہوں۔ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر دروازہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر جا کر السلام علیکم فرماتے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے۔ (مجمع الزوائد باب فضل اهل البیت)

۳۔ انس بن مالک راوی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ تک صبح کی نماز کے وقت باب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر جا کر فرماتے رہے: الصلوة یا اهل البیت! اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ۔۔۔۔ (صحیح الترمذی ۵:۳۲۸۔ مسند احمد بن حنبل ۲: ۲۰۹۔ المستدرك ۳:۱۵۸)

۴۔ ابوالحمراء سے روایت ہے:

حفظت من رسول الله ثمانیة اشهر بالمدینة لیس من مرة یخرج الی صلوة الغداة الا اتی علی باب علی فوضع یده علی جبنتی الباب ثم قال: الصلوة الصلوة اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

مجھے یاد ہے کہ آٹھ ماہ تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہؐ صبح کی نماز کے لیے گھر سے نکلے ہوں اور دروازۂ علی پر نہ آئے ہوں اور دروازے کے چوکھٹوں پر ہاتھ رکھ کر یہ نہ فرمایا ہو: الصلوۃ الصلوۃ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا۔

بعض دیگر روایات میں یہ مدت سترہ ماہ اور انیس ماہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو تفاسیر ابن کثیر، طبری ذیل آیہ۔ اسد الغابہ، مشکل الآثار وغیرہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قائم ان نصوص اور صراحتوں کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے تعین میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

اہل بیت رسولؐ کے مصداق کا تعین

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعین میں کوئی دشواری در پیش نہیں ہے۔ حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت سے مواقع ایسے آئے ہیں جن میں بلا نزاع اہل بیت علیہم السلام کا تعین ہو گیا ہے۔ بعنوان مثال درجہ ذیل مواقع قابل مطالعہ ہیں:

۱۔ مباہلہ: تقریباً تمام مفسرین، مورخین اور محدثین نے لکھا ہے کہ مباہلہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہ حضرت علی، حضرت فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو لیا اور یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ابناء کے ساتھ نسآء کا ذکر آیا ہے وہاں نسآء سے مراد بیٹیاں ہیں۔ جیسے: وَ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ۔۔۔۔ (۱۴ابراہیم:۶)

۲۔ آیت مودت: قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی۔۔۔۔ (۴۲شوری: ۲۳) اس آیت کے شان نزول میں ابن تیمیہ تک کو اعتراف ہے کہ الۡقُرۡبٰی سے مراد علی، فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہیں۔

۳- **حالت جنابت:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے بھی اہل بیت کا تعیّن ہوتا ہے۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا ان مسجدی حرام علی کل احائض من النسآء وکل جنب من الرجال الا علی محمد و اهل بیته علی و فاطمة والحسن والحسین- (السنن الکبریٰ ۷: ۶۵- الغدیر ۳: ۲۱۲)

آگاہ رہو! بے شک میری مسجد میں عورتوں میں سے حائض اور مردوں میں سے ہر مجنب شخص کا آنا حرام ہے سوائے محمد اور ان کے اہل بیت علی، فاطمہ اور حسن و حسین کے۔

۴- **عترتی اهل بیتی:** اہل بیت کے تعین کے لیے ایک اہم دلیل وہ احادیث ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مقامات میں جملہٴ اہل البیت کے ساتھ عترتی کا توضیحی لفظ شامل فرمایا۔

سیاق وسباق

گزشتہ صحیح الاسناد احادیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ آیت صرف اہل بیت علیہم السلام یعنی رسول کریمؐ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس سے یہ بات از خود واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آیت دوسری آیات سے جدا نازل ہوئی ہے۔

ثانیاً سیاق آیات لفظاً و معناً ایک نہیں ہے۔ چنانچہ ازواج کے لیے جمع مؤنث کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور آیۃ تطہیر میں جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

معنی میں ایک جیسا لہجہ کلام نہیں ہے بلکہ آیت میں ازواج کے لیے تنبیہ کا لہجہ ہے۔ ازواج سے فرمایا: وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی۔۔۔

اپنے گھروں میں ٹک کر کے بیٹھی رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح اپنے آپ کو نمایاں نہ کرو۔

اہل بیت اطہار علیہم السلام کے لیے تطہیر کا مژدہ، انداز تخاطب میں واضح فرق اہل خرد کے لیے دعوت فکر ہے۔

نیز سیاق سے استدلال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ بات ثابت ہو کہ یہ آیات ایک ساتھ اور ایک مناسبت سے نازل ہوئی ہیں جب کہ گزشتہ صحیح الاسناد روایات سے تو یہ ثابت ہے کہ آیہ تطہیر جدا نازل ہوئی ہے۔

۱۔ چنانچہ ابو المحاسن حنفی اپنی کتاب معتصر المختصر ۲: ۲٦۷ میں آیت تطہیر کے استقلال کے بارے میں لکھتے ہیں: والکلام لخطاب ازواج النبی ثم عند قولہ: وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ و قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ استئناف تشریفاً لاھل البیت و ترفیعاً لمقدارھم الا تری انہ جاء علی خطاب المذکر فقال: عَنْکُمُ و لم یقل عنکن فلا حجۃ لاحد فی ادخال الازواج فی ھذہ الایۃ یدل علیہ ما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کان اذا اصبح اتی باب فاطمۃ فقال: السلام علیکم اھل البیت! اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔

ازواج سے خطاب کا کلام وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ پر ختم ہو گیا اور اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ نیا کلام ہے۔ اس میں اہل البیت کے لیے شرافت اور ان کی قدر و منزلت کی بلندی کی بات ہے۔ چنانچہ یہ بات آپ کے سامنے ہے کہ اس میں مذکر سے خطاب کا طرز آیا اور فرمایا عَنْکُمُ اور عنکنّ نہیں فرمایا۔ لہٰذا ازواج کو اہل بیت میں داخل کرنے کے لیے کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس پر وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے: السلام علیکم اھل البیت! اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔

سوال: پھر یہ آیت ازواج کے ذکر کے درمیان کیوں ہے؟

جواب: ہم نے مقدمہ میں ترتیب آیات اور ترتیب نزول کے بارے میں لکھا ہے اس کا یہاں دوبارہ ذکر دیتے ہیں:

یہ بات ایک واضح حقیقت ہے کہ موجودہ قرآن میں آیات جس ترتیب سے درج ہیں وہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں کیونکہ ترتیب نزولی، وقت نزول کے تقاضوں کے مطابق ہے اور ترتیب قرآن، نظام قرآن کے تقاضوں کے مطابق ہے۔

اس کی وضاحت کے سلسلے میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ شروع میں شوہر کی وفات کی صورت میں عورت کے لیے ایک سال کی عدت واجب تھی اور پورا سال شوہر کے گھر سے نکلنا جائز نہ تھا نیز عورت کو شوہر سے میراث میں صرف ایک سال کا خرچہ ہی ملتا تھا۔ اس کا حکم اس طرح نازل ہوا:

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ۔۔۔۔ (۲بقرہ:۲۴۰)

اور تم میں سے جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک انہیں (نان و نفقہ سے) بہرہ مند رکھا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔

مذکورہ بالا آیت کا حکم اسی سورہ کی اس سے پیشتر آنے والی ایک آیت کے ذریعے منسوخ ہو گیا جس میں ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔۔۔۔ (۲بقرہ:۲۳۴)

اور تم میں سے جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔

یہاں ترتیب نزولی کے مطابق پہلی آیت بعد میں نازل ہوئی کیونکہ یہ ناسخ ہے مگر قرآنی ترتیب میں ناسخ کا ذکر پہلے اور منسوخ کا ذکر بعد میں ہے۔

۲۔ ابن عباس، سدی، جبائی اور بلخی کے مطابق آیہ: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔۔۔ (۵مائدہ:۳) کے بعد کوئی فرض حکم نازل نہیں ہوا اور حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہی منقول ہے۔ چنانچہ سدی کے الفاظ یہ ہیں: لم ینزل بعدھا حلال و لاحرام۔ (سیوطی الدر المنثور ۲: ۲۵۹) اس آیت کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ حالانکہ اب یہ آیت سورہ مائدہ میں درج ہے اور اس کے بعد بے شمار آیات احکام موجود ہیں۔

۳۔ اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔۔۔ (۲بقرہ:۱۵۸) صلح حدیبیہ کے بعد اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں کے لیے حج کرنا ممکن ہوا۔ جب کہ یہ آیت سورۂ بقرہ میں درج ہے جو کہ مدینے میں نازل ہونے والا سب سے پہلا سورہ ہے۔

۴۔ وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡہِ اِلَی اللّٰہِ۔ بقولے سب سے آخر میں اتری ہے اور اگر سب سے آخر میں نہیں تو اواخر میں یقیناہے۔ جب کہ اب یہ آیت سورہ بقرہ کی ۲۸۱ویں آیت ہے۔

لہٰذا موجودہ نظام قرآن کے بارے میں سنت ثابتہ کی طرف سے آنے والی وضاحت ہی حجت ہے۔ اس کی موجودگی میں سیاق کا انعقاد نہیں ہوتا۔

سیاق و سنت ثابتہ

ہم اگر یہ فرض بھی کرلیں کہ یہ آیات ایک ساتھ ایک ہی مناسبت میں اور ایک ہی جگہ نازل ہوئی ہیں تو اگر سنت ثابتہ قرآن کے سیاق کے مطابق نہ ہو تو اس صورت میں سنت ثابتہ سیاق پر مقدم ہے چونکہ سیاق سے تو بظاہر معنی سمجھا جاتا ہے جب کہ سنت ثابتہ سے صراحت کے ساتھ سمجھا جاتا ہے اور ظاہر پر صراحت مقدم ہے۔ چنانچہ ہم نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا ہے: فتتقدم السنه علی السیاق تقدم النص علی الظهور۔ چونکہ سنت مفسر

کتاب اور مبین رموز قرآن ہے لہذا سنت بعنوان مفسر و مبین، ظہور پر مقدم ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ قرآن کے ظہور سے ہم نے جو کچھ سمجھا ہے ہماری سمجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم مقدم ہے۔ ورنہ اگر سنت سے ہٹ کر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس صورت قرآن اس کشتی کے مانند ہو کر رہ جائے گا جس کا ناخدا نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر قرآن کو سنت ثابتہ کی روشنی میں سمجھنے کو گوارا نہ کیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس نے اپنی سمجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمجھ پر مقدم کیا ہے- فافهم ذلك۔

ہمارا فہم مقدم ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا؟: سیاق سے جو ظاہری معنی سمجھ میں آتا ہے وہ ہماری سمجھ ہے اور آیت کی تشریح جو سنت ثابتہ میں موجود ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فہم ہے۔ کوئی مسلمان اس بات کی جرأت نہیں کرے گا کہ رسولؐ کے فہم پر اپنے فہم کو مقدم قرار دے۔ نہ ہی کوئی مسلمان احادیث رسولؐ کو نظر انداز کر سکے گا۔ لہٰذا اہل البیت کی تشریح جو رسول اللہؐ نے فرمائی ہے اسے تسلیم کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔ البتہ ناصبی ان احادیث کو تسلیم نہیں کرے گا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اٹل فیصلہ ہے: مؤمن علی سے بغض نہیں رکھے گا اور منافق علی سے محبت نہیں کرے گا۔

واضح رہے جنہیں عصر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منافق کہتے تھے، انہیں عصر علی علیہ السلام میں خوارج اور ہمارے زمانے میں ناصبی کہتے ہیں۔

ذوق سلیم۔ فہم سلیم

ایسے علماء کی بھی کمی نہیں جن کا فہم و ذوق کسی قسم کے تعصب کی وجہ سے مجروح نہ ہوا۔ چنانچہ اہل سنت کے قدیم اور متاخرین جلیل القدر علماء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اہل بیت سے مراد کون ہیں۔ ہم ذیل صرف چند ایک علمائے سلف کی تصریحات پر اکتفا کرتے ہیں:

۱۔ ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ کہتے ہیں: ان المرادین بما فیھا ھم رسول صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ وحسن وحسین دون من سواھم۔ اس آیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی مراد نہیں ہے۔

(مشکل الآثار ۲:۲۶۹ حدیث نمبر ۶۵۵ کے ذیل میں۔)

۲۔ ابو بکر نقاش متوفی ۳۵۱ھ آیت تطہیر کے بارے میں لکھتے ہیں: اجمع اکثر اھل التفسیر انھا نزلت فی علی و فاطمۃ والحسن والحسین صلوات اللہ علیھم۔ اکثر اہل تفسیر کا اجماع ہے کہ یہ آیت علی، فاطمہ، حسن اور حسین صلوات اللہ علیہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (مقریزی فضل آل البیت۔ صفحہ ۷۵)

۳۔ ابو بکر شافعی متوفی ۳۵۴ھ اپنی کتاب الفوائد میں لکھتے ہیں: و اھل البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ والحسن والحسین۔ اور اہل بیت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔ (الفوائد الغیلانیات ۳:۲۶۴ حدیث ۲۵۹)

۴۔ اجری بغدادی متوفی ۳۶۰ھ کتاب الشریعۃ ۴:۴۷ میں تصریح کرتے ہیں:

وھم علی و فاطمۃ والحسن و الحسین رضی اللہ عنھم۔

اور وہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

۵۔ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ آیت تطہیر کے شان نزول کے بارے میں بعض احادیث جو مسلم اور بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہیں، نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

انّما خرجتہ لیعلم المستفید ان اھل البیت والآل جمیعاً ھم۔ (المستدرک ۳:۱۴۸)

میں نے ان احادیث کو اس کے لیے بیان کیا تاکہ ان سے استفادہ کرنے والا یہ جان لے کہ اہل بیت اور آل صرف یہی لوگ ہیں۔

۶۔ ابن عساکر دمشقی شافعی متوفی ۵۷۱ھ اپنی کتاب الاربعین فی مناقب امھات المؤمنین میں پنجتن علیہم السلام کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں: و الاية نزلت خاصة فی هؤلاء المذکورین واللہ اعلم۔ یہ آیت صرف مذکورہ ہستیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۔ نظام الدین نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ اپنی کتاب غرائب القرآن میں تصریح کرتے ہیں:

آیت مباہلہ و آیت تطہیر علی، فاطمہ اور حسنین کی شان میں نازل ہوئی۔

8۔ علامہ الشیخ حسن بن علی السقاف، البانی کی اس بات کے جواب میں کہ شیعہ کا اس آیت کو علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے ساتھ تخصیص کرنا اور ازدواج کو خارج سمجھنا ان کی طرف سے ان آیات کی تحریف ہے۔ لکھتے ہیں:

البانی کی یہ بات سنت رسولؐ کو رد کرنے کے لیے اٹھائے جانے والے شبہات اور کج روی میں سے ہے۔ اہل البیت کی تشریح میں موجود سنت رسولؐ کی رد کے لیے وہ قاری کو یہ دھوکہ دینا چاہتا ہے جو اہل کساء کو ہی اہل البیت مانتا ہے وہ شیعہ ہے۔ جب کہ حق یہ ہے کہ تمام اہل سنت اسی بات کے قائل ہیں۔ ان سے پہلے خود رسولؐ جو لاینطق عن الهوی ہیں اسی بات کے قائل ہیں لیکن ناصبیت نے البانی کے لیے رد حدیث کو سجایا ہے۔ (صحیح شرح العقیدة الطحاوی: ۶۵۵)

معجم الفاظ القرآن الکریم۔ مجمع اللغة العربیه کی طرف سے ترتیب دی گئی اس کتاب کے جلد اول صفحہ ۱۳۸ میں البیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: اهل بیت الرجل اسرته و اطلق فی القرآن اهل البیت علی اسرة ابراهیم و تعورف فی الاستعمال اهل البیت لآل المصطفی صلی اللہ علیه وسلم۔

انسان کے اہل بیت کے معنی انسان، اس کا خاندان ہے اور قرآن میں اہل بیت کا لفظ حضرت ابراہیم کے خاندان کے لیے استعمال ہوا ہے اور آل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اہل بیت کا استعمال متعارف ہے۔

علامہ ابو بکر حضرمی رشفۃ الصادی الباب الاول میں لکھتے ہیں:

والذی قال بہ الجماھیر وقطع بہ اکابر الائمۃ وقامت بہ البراھین و تظافرت بہ الادلۃ ان اھل البیت المرادین فی الایۃ ھم سیدنا علی و فاطمۃ و ابناھما و ما تخصیصھم بذلك منہ صلی اللہ علیہ وسلم الا عن امر۔

جس بات کا جمہور قائل ہے اور اکابر ائمہ نے جس پر یقین کیا ہے اور جس بات پر براہین قائم ہیں اور دلائل سے جو بات ثابت ہے وہ یہ ہے اہل البیت سے مراد سیدنا علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خاص سے ہی ان کو مخصوص کیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

مؤلف روح البیان نے جو کہا ہے کہ اہل بیت سے صرف پنجتن مراد لینا شیعہ نظریہ ہے، صرف زور گوئی ہے چونکہ کتب احادیث اور کتب اہل سنت میں جو کچھ ہے وہ چشم بینا رکھنے والوں کے لیے کافی ہے۔

علامہ شوکانی ان لوگوں کی رد میں لکھتے ہیں جو کہتے ہیں یہ آیت ازواج کے بارے میں ہے:

ویجاب عن ھذا بانہ ورد بالدلیل الصحیح انھا نزلت فی علی و فاطمہ و الحسنین۔

(ارشاد الفحول البحث الثامن من المقصد الثالث)

اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ صحیح دلیل وارد ہے کہ یہ آیت علی، فاطمہ اور حسنین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

علامہ سمہودی جواھر العقدین باب اول میں لکھتے ہیں:

وھولاء ھم اھل الکساء فھم المرادین من الایتین الباھلۃ والتطھیر۔

ان سے مراد اہل کساء ہیں اور آیہ مباہلہ و آیہ تطہیر سے یہی حضرات مراد ہیں۔

علامہ ابو منصور ابن عساکر اپنی کتاب الاربعین فی مناقب امہات المؤمنین میں ام سلمہؓ کی روایت کے بعد لکھتے ہیں: اہل البیت سے مراد رسول اللہ علی فاطمہ حسن اور حسین ہیں۔

علامہ سید محمد حبسوس شرح الشمائل میں حدیث کے ذکر کے بعد اہل کساء کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وفی ذلك اشارة الی انهم المراد باهل البیت فی الآیة۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہی ہستیاں ہی اہل البیت سے مراد ہیں۔

جناب توفیق ابو علم نے اپنی کتاب اهل البیت میں عبد العزیز بخاری کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

وقد اوضحنا بما لا مزید علیه ان المقصود من اهل البیت هم العترة الطاهرة لا الازواج۔

ہم نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ مزید کی ضرورت نہیں ہے کہ اَہْلَ الْبَیْتِ سے مراد عترت طاہرین ہیں، نہ کہ ازواج۔

علامہ ابن الجوزی اس بات کا جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں مذکر کا صیغہ کیسے استعمال ہوا؟:

اول یہ کہ اهل البیت علیهم السلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں لہٰذا تغلیباً مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آیت علی، حسن و حسین علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ (زاد المسیر ٦: ٣٨١)

طحاوی حضرت ام سلمہؓ سے حدیث کساء کی متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ان روایات میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ حضرت ام سلمہ سے فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام سلمہ اس آیت میں شامل نہیں

ہیں اور اس سے مراد رسول اللہؐ، علی، فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام ہیں، نہ کہ دوسرے۔
(تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل آلاثار ۸:۲۷۶)

ابوالمحاسن علامہ یوسف بن موسی الحنفی صحیح شرح العقیدہ الطحاویۃ صفحہ ۶۵۵ میں فرماتے ہیں:

ازواج کے لیے خطاب وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ پر ختم ہوگیا اور اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ سے نئے سرے سے خطاب، اہل البیت کے لیے دستور بیان کرنے، ان کی شان کی بلندی کا ذکر کرنے کے لیے ہے۔ اسی لیے جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا اور عنکم فرمایا عنکن نہیں فرمایا۔ لہٰذا ازواج کو داخل کرنے کے لیے کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ ازواج کے داخل نہ ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر جاکر السلام علیکم اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب۔۔۔ فرمایا کرتے تھے۔

جناب مولانا ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی صاحب مفتی رشید احمد کی رد میں لکھتے ہیں:

بہرحال اصل موضوع سے متعلق عرض ہے کہ حضرت مولانا (مفتی رشید احمد) نے علیؓ، حسنؓ، حسینؓ اور فاطمہؓ کو اہل بیت میں شامل کرنے والوں کو ملحد قرار دیا ہے اور یہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ شیعہ، خانوادۂ نبویؐ کے ان اولین افراد کو اہل بیت کہتے ہیں، یہ بڑی افسوس ناک غلط بیانی ہے۔ ہم نے اس مقالے کے ابتدا ہی میں امام طبری وحافظ ابن کثیر کی تفاسیر سے متعدد احادیث نقل کی ہیں جن میں سورۂ احزاب کی آیت تطہیر کی تفسیر میں اہل بیت کا اطلاق صرف حضرات فاطمہ، علی، حسن، حسین اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہے تو کیا اہل سنت کے یہ دونوں امام ومحدث ومفسر بھی شیعہ تھے؟ حیف صد حیف کہ سنت کا دعویٰ کرنے والے احادیث نبوی کو اس طرح جھٹلا رہے ہیں۔ (ناصبیت تقدس کے بھیس میں ص ۲۲)

مولانا ڈاکٹر سید رضوان ندوی صاحب اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:

اور پھر جہاں تک احادیث کا تعلق ہے اور جن سے ہم ناصبی فکر کے خلاف کافی ثبوت پیش کر چکے ہیں ان میں ایک بدیہی ثبوت یہ ہے کہ حدیث کے انتہائی مشہور متداول اور مستند مجموعے مشکوۃ میں کتاب المناقب کا ایک باب ہے: باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے فوراً بعد ایک دوسرا باب: باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر ازواج النبی ہی اھل البیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتیں تو ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نام سے ایک علیحدہ باب کی کیا ضرورت تھی؟ ذرا غور کریں۔ مزید کہ مناقب اھل النبی علیہ الصلوۃ والسلام کے تحت جتنی احادیث مشکوۃ میں درج ہیں خواہ علیحدہ علیحدہ امام بخاری و مسلم کی ہوں، خواہ متفق علیہ ہوں، خواہ ترمذی و دیگر کتب حدیث سے منقول ہوں، ان سب میں حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ و حضرات حسنینؓ کے مناقب مذکور ہیں، ازواج مطہرات کے نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم کی حدیث میں ہے کہ حقیقی اہل بیت خاندان نبوی کے افراد ہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَشَھِیْدٌ۔ (۵۰ق:۳۷)

اس میں ہر صاحب دل کے لیے یقیناً عبرت ہے جو کان لگا کر سنے اور (اس کا دل) حاضر رہے۔

☆☆☆☆☆

فہرست

حصہ اول

کتاب و سنت اور اتحاد امت---------------------------3

آیۂ تطہیر اہل سنت کے مآخذ میں-----------------------5

رسول اللہؐ اور نزول رحمت الٰہی---------------------------5

حدیث کساء (چادر) کی نوعیت---------------------------6

کساء کے نیچے اہل بیتؑ کے جمع ہونے کی کیفیت-----------------8

نزول آیت کے وقت گھر میں موجود افراد---------------------13

آیت (تطہیر) کے نزول کے وقت اہل بیتؑ کا حال-----------------14

آیت تطہیر کے الفاظ کی تشریح--------------------------15

آیت تطہیر سے مربوط مزید احادیث----------------------17

آیت شریفہ کے نزول کے بعد آنحضرت (ص) کا معمول-----------21

آیت تطہیر سے اہل بیت علیم السلام کی فضلیت پر استدلال-----------24

آیت تطہیر مکتب اہل بیت (ع) کے مصادر وماخذ میں--------------38

شان نزول اور حدیث کساء------------------------------38

ا۔ ام المومنین ام سلمہؓ کی روایت--------------------------38

ب۔ ابوعبد اللہ جدلی کی روایت--------------------------41

ج۔ حضرت ام سلمہؓ کے غلام عبد اللہ بن معین کی روایت----------42

د۔ دعبلؒ کے بھائی کی روایت-----------------------44

حسین بن علی علیہما السلام کی روایت----------------------45

ابو سعید خدریؓ کی روایت-------------------------46

عطیہ کی روایت-----------------------------------47

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت------------------47

آیت کے نزول کے بعد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اقدامات-----48

ا۔ ابو سعید خدریؓ کی زبانی------------------------48

۲۔ ابو الحمراء کی زبانی----------------------------49

۳۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی زبانی---------------------50

۴۔ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی زبانی------------------50

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی--------------------53

اس آیت سے اہل بیت (ع) کے فضائل پر استدلال کرنے والے علماء

ا۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع)------------------55

۲۔ امام حسن بن علی علیہما السلام----------------------56

۳۔ حضرت ام سلمہؓ----------------------------58

۴۔ امام سجاد علی بن الحسین علیہما السلام--------------------60

۵۔ زید بن علی بن الحسینؒ--------------------------62

حصہ دوم

تشریح کلمات------------------------------------64

اھل البیت کون ہیں؟----------------------------------66

مخالف روایات--------------------------------------70

مفہوم حدیث---------------------------------------74

دو اہم دلائل---------------------------------------77

ششماہہ دورانیہ-------------------------------------80

اہل بیت رسولؐ کے مصداق کا تعین-------------------------81

سیاق وسباق---------------------------------------82

سیاق اور سنت ثابتہ ----------------------------------85

ذوق سلیم، فہم سلیم-----------------------------------86

☆☆☆☆☆